ہفت روزہ بدر قادیان-143516

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 46 ۔ شمارہ 17

ہفت روزہ **بدر** قادیان

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: محمد نسیم خان، منصور احمد

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک۔ بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن۔

The Weekly **BADR** Qadian

Postal Registration No:p/GDP-23

16 ذی الحجہ 1417 ہجری 24 شہادت 1376 ہش 24 اپریل 97ء

اخبار احمدیہ

لنڈن ۱۰ اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدا کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔

احباب کرام جان و دل سے اپنے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر و مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

تکبّر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے

ارشاد باری تعالیٰ

لا تمش فی الارض مرحاً انك لن تخرق الارض ولن تبلغ الجبال طولاً (بنی اسرائیل رکوع ۴)

ترجمہ۔ اور زمین پر اکڑ کر مت چل کیونکہ نہ تو تُو اس طرح زمین کی انتہا کو پہنچ سکتا ہے اور نہ تُو اس طرح قوم کے سرداروں کے بلند درجہ کو پا سکتا ہے۔

ولا تُصَعِّر خدك للناس ولا تمش فی الارض مرحاً ان اللہ لا یحب کل مختال فخور (لقمان رکوع ۲)

ترجمہ۔ اور اپنے گال لوگوں کے سامنے غصے سے مت پھلا اور زمین میں تکبر سے مت چل اللہ یقیناً ہر شیخی کرنے والے اور فخر کرنے والے سے پیار نہیں کرتا۔

ارشاد نبوی ﷺ

عن حارثة بن وهب رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اَلاَاخبرکم باھل النار؟ کل عُتُل جواظ مستکبر (بخاری و مسلم)

ترجمہ۔ حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرماتے تھے کہ کیا میں تم کو دوزخیوں کے بارے میں نہ بتاؤں کہ کون کون ہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر سرکش بدخلق اور متکبر قسم کے لوگ دوزخی ہیں۔

عن سلمة بن الاکوع رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الرجل یذھب بنفسه حتی یکتب فی الجبارین فیصیبه ما اصابھم (ترمذی)

ترجمہ۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص اپنے آپ کو اونچا خیال کرتا ہے اور تکبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سرکشوں میں درج کر دیا جاتا ہے پس اس کو بھی وہی عذاب پہنچے گا جو سرکشوں کو پہنچے گا۔

بینما رجل یمشی فی حِلة تعجبه نفسه مرجل راسه یختال فی مشیته اذخسف اللہ به فھو یتجلجلُ فی الارض الی یوم القیامة (بخاری)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی حلہ پہنے ہوئے سر میں کنگھی کئے ہوئے اتراتا ہوا اکڑ کر چل رہا تھا کہ اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جائے گا۔

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے مگر تم شائد نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقلمند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر عقل اور علم اور ہنر دے دے ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے وہ بھی متکبر ہے وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی اور وہ اندھا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور قوت اور طاقت پر نازاں ہے اور اپنے بھائی کے ٹھٹھے اور استہزا سے حقارت آمیز نام رکھتا اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے وہ بھی متکبر ہے اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے کیونکہ قوتوں اور قدرتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھا ہے۔

سو تم اے عزیزو ان تمام باتوں کو یاد رکھو ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا تعالیٰ کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ اور تم کو خبر نہ ہو ایک شخص جو اپنے بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پوری طور پر اطاعت کرنا نہیں چاہتا اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں سنتا اور اس کی تحریروں کو غور سے نہیں پڑھتا اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے سو کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو۔ (نزول المسیح)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

مجلس سوال و جواب

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس سوال و جواب منعقدہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۵ء میں بعض علمی اور عمومی سوالوں کے بڑے دلچسپ جواب دیئے تھے۔ مکرم یوسف سلیم صاحب نے اسے مرتب کیا ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں اس مجلس کے بعض سوالات اور ان کے جوابات افادہ احباب کے لئے پیش ہیں۔ (مدیر)

(تیسری قسط)

روحانی ترقی کا بنیادی اصول

اکثر علم اور یقین ہونے کے باوجود عمل کے دائرہ میں بہت کمزوری رہ جاتی ہے۔ اس کا کیا تجربہ ہے، اس کو کیسے دور کیا جاسکتا ہے۔ اس عمومی سوال کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ مستقل جدوجہد ہے اور ایمان کے درجے ہیں۔ ایمان کے بعض درجے ایسے واضح اور روشن ہیں کہ زندگی کا کوئی بھی حصہ اوجھل نہیں رہتا۔ روشنی برابر پڑ رہی ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو گناہ کی توفیق ہی نہیں ہوتی اور یہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ان کی کسی جگہ بھی کوئی ایسی اوٹ ہی نہیں ہے جہاں اللہ کا نور مسلسل نہ پڑ رہا ہو۔ اس لئے گناہ کا تعلق چھپنے سے ہے۔ اس سے ادنیٰ جو لوگ ہیں ان میں گناہگاروں پر تو روشنی ہی نہیں پڑتی۔ پھر وہ لوگ ہیں جو نفس لوامہ کے نیچے رہتے ہیں ان کے ہاں روشنی پڑتی بھی ہے اور بعض جگہ سائے بھی پڑتے ہیں ان میں چھپ کر گناہ پل لیتے ہیں۔ پھر جب وہ مزید جدوجہد کرتے ہیں اور اینٹ اٹھا کے دیکھتے ہیں تو اندر سے کیڑے نکلتے ہیں جو اندھیروں کی طرف بھاگتے ہیں۔ جس طرح آپ باغ میں پھرتے وقت کوئی پتھر اٹھائیں، کوئی پرانی اینٹ اٹھا کے دیکھیں تو اندر سے ضرور کیڑے نکلتے ہیں اور وہ روشنی کو برداشت ہی نہیں کر سکتے فوراً دوڑتے ہیں، زمینوں میں گھسیں گے، پتوں میں چھپ جائیں گے۔

پس گناہ کا بھی بالکل یہی حال ہے۔ جن لوگوں کی ساری زمین صاف ہو جائے وہاں گناہ کا کوئی نشان نہیں رہتا لیکن ایمان کی ترقی کے ساتھ یہ دائرے بڑھتے جاتے ہیں اور جب ابتلاء آتے ہیں تو انسان کو توبہ و استغفار کی توفیق ملتی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب بھی ایسے لوگ ظلم کرتے ہیں یا فحشاء میں مبتلا ہوتے ہیں تو فوری طور پر وہ ذکر کی طرف توجہ کرتے ہیں اور استغفار کی طرف مائل ہوتے ہیں۔ پس یہ ایک جاری سلسلہ ہے جو آغاز سے لے کر نبوت کے مقام تک مسلسل جاری و ساری ہے اور اس کے تجربے مختلف وقتوں میں ہوتے رہتے ہیں۔ جن کو خدا نے بچانا ہوتا ہے ان کو اندھیروں میں غرق نہیں ہونے دیتا۔ وہ چھپیں بھی تو پھر آگے اور بہتر، پھر اور بہتری کی طرف ان کا قدم اٹھتا ہے۔ بنیادی اصول یہ ہے کہ ہر ایسے شخص کی زندگی کا سفر ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف رہے۔ یہ نہ ہو کہ کچھ گناہ اس کو گھیر رہے ہوں۔ گھیرا پڑتا ہے تو وہ بچ کے نکلتا ہے اور آگے داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اور روشنی میں داخل ہو جاتا ہے۔ پس جس کا انجام یہ ہو کہ دن بدن اس کی بدیاں بڑھ رہی ہوں اس کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اس کو گناہ نے گھیر لیا ہے۔ جس کی نیکیاں بڑھ رہی ہوں، بدیاں کم ہو رہی ہوں اس کے متعلق فرمایا ہے کہ اس کی بخشش ہمارے ذمہ ہے لیکن جو گھیرے میں آگیا ہے اور اس حالت میں مر جائے فرمایا اس کے لئے کوئی امید نہیں۔

عالم اسلام کو قرآن کریم کا انتباہ

اقوام متحدہ کی ۵۰ ویں سالگرہ پر پوپ کو خاص طور پر خطاب کے لئے بلایا گیا تھا۔ مسلمانوں کے خلاف سیاسی تعصب پہلے ہی عیسائیوں میں موجود ہے۔ اس سے ان کے مذہبی اتحاد کا اشارہ بھی ملتا ہے تو اگر یہ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ مل کر اسلامی دنیا پر مذہبی یلغار کرتے ہیں تو اس کے متعلق اسلامی دنیا کا رویہ کیا ہوگا۔ حضور نے فرمایا پہلے آپ عیسائی دنیا کا ردعمل دیکھیں۔ سارے عیسائی کیتھولک تو نہیں ہیں نا، ان کی بھاری تعداد پروٹسٹنٹس کی ہے۔ کچھ نئے اور کچھ پرانے بے کار فرقے ہیں۔ اگرچہ سب سے بڑا فرقہ کیتھولسزم ہے لیکن عیسائیت صرف کیتھولسزم کا نام نہیں ہے۔ بہت سے دوسرے فرقے بھی ہیں جو پوپ کو پسند نہیں کرتے اس کے باوجود کسی نے احتجاج نہیں کیا۔ لیکن اگر نورانی کو بلالیں تو دیکھیں قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ دوسرے سارے فرقے اٹھ کھڑے ہونگے کہ یہ تو مسلمان ہی نہیں ہے۔ یہ تو مشرک ہے، یہ تو قبر پرست لوگ ہیں ان کو تم نے جو اعزاز دے دیا ہے اس کا تمہیں کیا اختیار تھا، اس لئے انہوں نے چھتے پر ہاتھ ہی نہیں ڈالا۔ مسلمانوں کو یہ کون سی وارننگ ہے۔ اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہے۔ وارننگ تو وہ ہے جو دروازے کھٹکھٹاتی ہے۔ ایسی وارننگ تو بارہا آچکی ہے۔ جو پاکستان میں ہو رہا ہے یہ ہے وارننگ کہ "لات حین مناص" وہ وقت آگیا ہے کہ جب کوئی کسی کا نہ رہے دن بدن ٹکڑے ہوتے چلے جائیں ایک دوسرے کے خلاف مدد کو پکاریں لیکن کوئی مدد کو نہ آئے۔ یہ جو قرآن کریم کی ایک خاص سورۃ کے حوالے سے میں بات کر رہا ہوں اس کے اوپر میں نے ضیاء کے دور ہی میں ایک تفصیلی خطبہ دیا تھا۔ میرے خیال میں وہ خطبہ دوبارہ سنا دینا چاہئے۔ اس میں میں نے بتایا تھا کہ تم پر ایسا وقت آئے گا کہ تم مدد کو پکارو گے لیکن کوئی تمہاری مدد کو نہیں آئے گا۔ تم نے مظلوموں پر ہاتھ ڈالا ہے اور اس کی سزا ملا کرتی ہے۔ ان کا خدا تو مدد کو آگیا ہے اور آتا رہے گا۔ تمہاری مدد کے لئے پھر کوئی نہیں آئے گا۔ یہ وہ صورت ہے جو اس وقت پیدا ہو چکی ہے۔ اس کو کہتے ہیں القارعۃ، کھٹکھٹانے والی وارننگ۔ یہ پوپ والا واقعہ تو ان کے سر کے اوپر سے گزر گیا ان کو پتہ ہی نہیں لگا۔

غلطی اور گناہ میں فرق

اس سوال پر کہ غلطی اور گناہ میں کیا ڈیمارکیشن ہے۔ حضور نے فرمایا غلطی اور گناہ میں ویسے تو کوئی ڈیمارکیشن نہیں ہے، بعض غلطیاں گناہ ہوتی ہیں، بعض گناہ غلطی سے ہو جاتے ہیں۔ یہی فرق ہے اور کوئی فرق نہیں۔ سائل نے ایک وضاحت چاہی اور وہ یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دو قسم کے امر بیان فرمائے ہیں ایک تشریعی امر ہے اور اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ نماز قائم کرنا وغیرہ اور ایک بطور خلق کے جو امر ہوتے ہیں اس میں آپ نے "یانار کونی بردا و سلاما علیٰ ابراہیم" کی آیت بیان فرمائی ہے لیکن اس کی سمجھ نہیں آئی۔ حضور نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف شریعت کی اقتداء لازم تھی جو آپ پر نازل ہوئی تھی۔ یہ شرعی امر ہے مگر آپ کی فطرت ایسی بنا دی گئی کہ جہاں بھی خدا کا نور پایا فطرت از خود اس کے پیچھے چلی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ جو ہے نا! "فبھداھم اقتدہ" یعنی ان انبیاء کی پیروی کر جن کا ذکر چلا ہے۔ یہ آپ کو شرعی حکم نہیں تھا بلکہ یہ کوئی حکم تھا جس کا خلق سے تعلق ہے۔ آپ کی فطرت ایسی بنائی گئی ہے اس کی مثال "یانار کونی بردا و سلاما" سے دی گئی ہے۔ یہ ایک بہت الجھا ہوا مسئلہ ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حل فرمایا ہے۔ کبھی کسی مفسر نے اس نکتے کو بیان نہیں فرمایا۔ یہ بہت ہی اہم بات ہے۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ نور کی محبت جو اللہ سے آنے والی چیز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی محبت اس طرح عطا کی گئی تھی کہ آپ کی فطرت کا جزو بن گئی اور یہ تکوینی یا تخلیقی حکم تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا بنایا۔ بالکل یہی حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور رنگ میں اپنی ساری امت کو دے دیا اور لوگوں کو پتہ نہیں لگتا کہ ہم بھی اس حکم کے تابع ہیں اور وہ بھی ایک قسم کا تخلیقی حکم ہے۔ آپ فرماتے ہیں "الحکمۃ ضالۃ المومن" حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے۔ پس وہ ہدایت جو کہیں دکھائی دے مومن کو اس ہدایت سے ایسا پیار ہونا چاہئے کہ گویا اسی کی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے نور سے ایسا پیار تھا کہ گویا آپ ہی کا تھا اور جو فطرت میں بات پیدا ہوئی ہے یہ اسی تکوینی حکم کے نتیجہ میں پیدا ہوئی ہے۔ غالب نے کہا ہے۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

یعنی۔ سنر تمام ہوا اور مدح باقی ہے۔

○○

حق مہر دینا کیوں ضروری ہے

ایک دوست نے حق مہر کے بارہ میں عرض کیا کہ بعض عورتیں خود کفیل ہوتی ہیں یا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، نوکریاں کرتی ہیں، بزنس کرتی ہیں اور مالی لحاظ سے خاوندوں سے بھی زیادہ مالدار ہوتی ہیں تو یہ مرد کے لئے حق مہر دینا کیوں ضروری ہے، عورت معاف بھی کر سکتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ "دراصل حق مہر دینا مرد کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ اسے قوام ہونے کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ اگر مرد گھر میں عورت اور بچوں کی تربیت کا ذمہ دار ہے اور اولوالامر ہے تو اسے اس کی قیمت ادا کرنی ہوگی۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ گھر میں بیٹھا مفت میں اولوالامر بنا رہے اور بیوی کما کر اسے کھلا رہی ہو۔ تب ہی قوامون کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ جو قوام کا تعلق ہے یہ انفاق سے بھی ہے۔ چونکہ وہ انفاق کرتے ہیں اس لئے ان کا حق ہے کہ وہی گھر کے نگران مقرر ہوں۔ اس سلسلہ میں بعض دفعہ مغربی عورتیں بھی سوال کرتی ہیں کہ مرد کو قوام کیوں بنایا گیا ہے۔ ان سے میں کہا کرتا ہوں کہ تم انسانی تجربے میں کسی نظام میں ایک اولوالامر کے بغیر زندگی کا تصور بھی نہیں کر سکتیں۔ کالج کا بھی نگران ہوتا ہے، سکول کا بھی نگران ہوتا ہے۔ تم کوئی ٹیم بناتے ہو، کسی کو اس کا کیپٹن بنا دیتے ہو۔ اس پر بڑی بحثیں چلتی ہیں مگر یہ ناممکن ہے کہ کسی کو ایک ایسے دائرہ میں نگران نہ بنایا جائے جس کو آپس کے تعلقات، آپس کے حقوق، آپس کی ذمہ داریاں روزمرہ پیش آنے والے واقعات میں فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اور بھی بہت سے وسیع دائرے ہیں جن کے فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔

پس سوال یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ عورت کو نگران بناتا یا مرد کو بناتا۔ اب اول تو یہ فیصلہ روزمرہ کے لئے کرتے ہیں۔ ایک ٹیم میں گیارہ کھلاڑیوں کی آواز کیوں نہیں اٹھتی۔ اگر اٹھتی ہے تو پھر اس کو دبا دیا جاتا ہے۔ کوئی زیادہ شور مچائے تو اسکو باہر بھی نکال دیا جاتا ہے۔ دیکھنے والا اپنی طرف سے تمام امور کو پیش نظر رکھ کر اکیلا یہ فیصلے کرتا ہے یا اگر ٹیم ہے تو قومی نقطہ نگاہ سے یا کھیل کے نقطہ نگاہ سے آپس کے مزاج کو دیکھتے ہوئے بہترین ٹیم وہی ہوتی ہے جو ٹیم ورک کے ساتھ کسی بھی شخص کے تابع کام کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت اور اس کے قویٰ کو پیش نظر رکھا ہے۔ قوامون کا تعلق قویٰ سے ہے کیونکہ ہر جگہ مرد کو ایک عمومی جنسی فضیلت بھی حاصل ہے۔ وہ زیادہ طاقتور اور مضبوط ہوتا ہے۔ اور War Fare اور رف کاموں کے لئے وہ عورت کی نسبت زیادہ موزوں ہوتا ہے۔ اسی طرح حفاظتی نقطہ نگاہ سے اس بات کا زیادہ اہل ہوتا ہے کہ وہ حفاظت کر سکے۔ عورت اکیلی اپنی حفاظت نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے قوام پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے جس نے باہر نکلنا ہے۔ وہ آزادی کے ساتھ ادھر ادھر پھرتا ہے۔ اس کے اوپر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ کمائی کرے اور عورت کو بھی کھلائے اور اگر وہ نہیں کھلاتا اور کہتا ہے کہ میری بیوی بھی کماتی ہے۔ تو یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ اگر وہ یہ فرض ادا نہیں کرتا تو پھر وہ قوام بھی نہیں رہتا۔ پھر بیوی کے ہاتھ میں باگ ڈور آ جائے گی اور یہ قیمت اس کو ادا کرنی پڑے گی۔ اور ہوتا یہی ہے۔ نکھٹو لوگ جو گھر بیٹھ کر بیویوں کی کمائی کھاتے ہیں ان کی تو بیویاں ہی گھر چلاتی ہیں۔ ان کے اوپر وہ پھر رعب نہیں ڈال سکتے۔ اگر ڈالتے ہیں تو ظلم کرتے ہیں۔ اب اس کی روشنی میں ایسے سب دوستوں کو اپنے تعلقات از سر نو استوار کرنے چاہئیں۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

نماز جنازہ

مورخہ ۹۷-۳-۲۵ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں مندرجہ ذیل نماز جنازہ پڑھائے۔

نماز جنازہ حاضر: مکرم چودھری عبدالغنی صاحب آف سیالکوٹ (برادر اکبر چودھری رحمت علی صاحب آف کینیڈا)

جنازہ غائب: ۱۔ مکرمہ سیدہ بشریٰ صاحبہ ہمشیرہ میر محمود احمد صاحب و میر مسعود احمد صاحب۔ بیگم میجر سعید احمد صاحب (لاہور)

۲۔ مکرم سید مصدق شاہ صاحب (ربوہ)

خطبہ جمعہ

اللہ کا پیار دلوں میں پیدا کرنے کی کوشش کریں

اللہ کی طرف محبت کے ساتھ میلان کے نتیجے میں انسان کے دل سے بے قرار دعائیں پھوٹا کرتی ہیں-

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۴ فروری ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴ تبلیغ ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(یہ خطبہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ
اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۴﴾
وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۵﴾
وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۷﴾
اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۸﴾
اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۹﴾ (سورۃ الزمر آیات ۵۴ تا ۵۹)

ان آیات سے متعلق جو خطاب مجھے آپ سے کرنا ہے اس سے پہلے میں ایک دو اور امور کی طرف متوجہ ہونا چاہتا ہوں- گزشتہ عید کے روز جو میں نے اپنی بچی عزیزہ طوبیٰ کا نکاح پڑھایا تھا اس میں بننے والے دولہا بشیر احمد کے نانا حضرت نواب محمد عبداللہ خان صاحب سے متعلق بات کرتے ہوئے میں نے کہا تھا مجھے یقینی طور پر یاد نہیں کہ آپ صحابی ہیں، یہ تو قطعی طور پر علم تھا کہ آپ صحابہ کی عمر کے تھے یعنی اگر آپ کی رویت ہو جاتی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ دیکھ لیتے اور آپ ان کو دیکھ لیتے تو صحابی بن سکتے تھے کیونکہ حضرت پھوپھی جان سے آپ کی عمر کا کافی فرق تھا اور حضرت پھوپھی جان کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت چار سال عمر تھی تو ظاہر ہے کہ صحابیت کی عمر تو تھی اور امکان موجود تھا لیکن مجھے قطعی طور پر یاد نہیں تھا کہ آپ کو قادیان آکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت ملی بھی کہ نہیں- جیسا کہ پہلے بھی بعض صحابہ کے متعلق میں بیان کر چکا ہوں، عمر تو رہی مگر صحابیت کی توفیق نہیں ملی- اس سلسلے میں مولوی دوست محمد صاحب نے جیسا کہ میں نے ہدایت دی تھی کہ مجھے فوری طور پر اطلاع بھیجی جائے، واقعات دیکھ کر انہوں نے جو تحریری اطلاع کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نواب محمد عبداللہ خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسمبر ۱۹۵۹ء کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا خط غالباً اس شعبہ کو بھیجا ہے جس نے صحابہ کا ریکارڈ رکھنا ہوتا ہے اس میں ان کی تحریر یہ ہے "میں اس سیر میں بھی تھا جس میں حضور علیہ السلام کے ساتھ سات سو افراد سیر کے لئے جلسے کے موقع پر گئے تھے-- ریتی چھلے میں ایک لسوڑھے کا درخت تھا، حضور اس کے نیچے ٹھہرے اور فرمانے لگے کہ اب اس قدر احباب کی تعداد ہے کہ چلا نہیں جاتا، غالباً یہ آخری جلسہ سالانہ حضورؑ کے زمانے کا تھا-" پس معیت بھی نصیب ہوئی اور واقعہ پوری طرح یاد تھا اس لئے آپ کو صحابہ میں شمار کرنے میں کوئی بھی تردد نہیں ہونا چاہئے- پس آپؓ صحابہ ہی میں شامل تھے اس لئے اب ان کے متعلق میں نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ساتھ شامل کر دی ہے-

اسی طرح ایک اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا حوالہ بھی بھیجا ہے وہ لکھتے ہیں "اخویم نوابزادہ میاں عبداللہ خان صاحبؓ، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کے فرزند ہونے کی وجہ سے صحابی ابن صحابی تھے-" یعنی صحابیت کی گواہی تو دی، ساتھ لیکن یہ زائد بات کہی کہ آپ صحابی ابن صحابی تھے-

ایک امر تصحیح طلب ان معنوں میں ہے کہ تاریخی نقطہ نگاہ سے ایک غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہے جسے دور کرنا ضروری ہے- مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی رحمہ اللہ کے وصال پر میں نے بیان کیا تھا کہ آپ چوہدری محمد عبداللہ خان صاحب کے بعد امیر ہوئے اور اس لحاظ سے بڑی بھاری ذمہ داری تھی جو اسی معیار پہ جماعت کو رکھنا تھا جس معیار پہ وہ چھوڑ گئے تھے- اس سلسلہ میں غلطی اس لئے ہوئی کہ کراچی جماعت کی طرف سے جو اعداد و شمار آئے اس میں بیچ کے زمانے حضرت چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کے امیر بننے تک کا درمیانی جو عرصہ ہے اس کا ذکر ہی کوئی نہیں تھا اور وہیں سے بات شروع کی تھی اس لئے وہ باوجود اس کے کہ مجھے علم تھا مگر اس وقت فوری طور پر ذہن میں یہ بات نہیں آئی اور جو اعداد و شمار جس طرح آئے تھے اسی طرح پیش کر دیئے اور تاثر یہ دیا کہ گویا چوہدری عبداللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے فوراً بعد چوہدری احمد مختار صاحب امیر بنے تھے، یہ درست نہیں ہے- چوہدری عبداللہ خاں صاحبؓ کا وصال ۱۹۵۹ء میں ہوا ہے اور ۱۹۵۹ء سے ۱۹۶۵ء تک حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں شیخ رحمت اللہ صاحب امیر جماعت کراچی رہے ہیں اور باقاعدہ منتخب ہوئے- اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں پھر جو انتخاب ہوا ہے اس میں چوہدری احمد مختار صاحب امیر منتخب ہوئے- وہ جو پچھلا دور ہے اس سے پہلے بھی شیخ صاحب کو رسمی طور پر بھی امارت کے فرائض ادا کرنے کی توفیق ملی تھی، رسمی طور پر ان معنوں میں کہ عملاً چوہدری عبداللہ خاں صاحب ہی امیر رہے ہیں لیکن امارت کے نام کے طور پر شیخ صاحب کو باقاعدہ امیر کے طور پر لکھا گیا- اس کی حکمت یہ تھی کہ ۵۳ء، ۵۴ء میں جو حالات تھے وہ بہت سنگینی اختیار کر گئے تھے اور چوہدری عبداللہ خاں صاحب کے چوہدری ظفر اللہ خاں صاحبؓ کے بھائی ہونے کی حیثیت سے اور حکومت کے ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے آپ کے معاملات میں حکومت کی دخل اندازی کا زیادہ احتمال تھا اور اس بناء پر آپ کو خدمت سے بھی الگ کیا جا سکتا تھا- کیونکہ اس سے پہلے ایک باقاعدہ صدر کا فیصلہ جاری کیا جا چکا تھا کہ کوئی بھی اعلیٰ عہدے کا ملازم، کوئی دینی مناصب پر نہیں ہوگا، اس قسم کا کچھ حکم تھا جو اس کے الفاظ تو یاد نہیں مگر اس حکم کے تابع ان کی حفاظت کی خاطر مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب کو حضرت مصلح موعودؓ نے امیر مقرر کیا اور بحیثیت امیر حکم وہی جاری کرتے تھے، عملاً وہی ساری باتیں کہتے تھے، مگر جو ادب کا تقاضا تھا اس کے پیش نظر چوہدری صاحبؓ کے مشورے پر ہی چلتے تھے اور اس طرح ایک زائد فرائض انجام دینے کی حیثیت سے امیر بھی رہے- اور عملاً چوہدری عبداللہ خاں صاحب معزول نہیں ہوئے بلکہ ان کا مشورہ جاری رہا- یہ حقیقت ہے جو تاریخی حقیقت ہے اسے درست کرنا ضروری تھا- چونکہ میرے خطبے سے غلط تاثر پڑ سکتا تھا اس لئے مجھے وضاحت سے بات پیش کرنی پڑی-

اب میں ان آیات کی طرف آتا ہوں 'قل يٰعبادی الذين اسرفوا علىٰ انفسهم'- رمضان گزرا ہے اس میں بہت موقع ملا جماعت کو توبہ کا، استغفار کا، گناہ جھاڑنے کا، اپنے نفوس کے وضو کا اور ان کے غسل کا بھی اور بہت ہی خوش نصیب ہیں وہ جو رمضان سے دھل کے پاک صاف ہو کر نکلے ہیں- کچھ ایسے بھی ضرور ہوں گے، کیونکہ سو فیصدی قوم کی اصلاح تو ممکن ہی نہیں ہے کوئی نبی ایسا نہیں جس کے زمانے میں کسی قوم کی اس کی زندگی ہی میں سو فیصدی اصلاح ہو چکی ہو اس لئے جاری جدوجہد ہے، ایک جہاد ہے جس میں ہم نے ہمیشہ مصروف رہنا ہے- جب تک خدا کا بلاوا نہ آجائے ہم نے لازماً جدوجہد کرنی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک ایسا خوش نصیب ہو جائے کہ مرنے سے پہلے وہ ابرار میں لکھا جائے اور اس کے تمام گناہ بخشے جا چکے ہوں- اس تعلق میں یہ آیت ہے جو ایک خوشخبری لے کر آئی ہے اور ایک تنبیہہ بھی لے کر آئی ہے-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے 'قل يٰعبادی الذين اسرفوا علىٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله' اے وہ لوگو جنہوں نے اپنے نفوس پر اسراف کیا ہے- یہاں عام گناہ مراد نہیں- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے ترجمے میں فرماتے ہیں یعنی گناہ کبائر میں ملوث ہوئے ہیں- جو بڑے سے بڑے گناہ ہیں وہ بھی کر بیٹھے ہیں 'لا تقنطوا من رحمة الله'- اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو- 'ان الله يغفر الذنوب جميعاً'

یقیناً اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے کی طاقت رکھتا ہے 'انه هو الغفور الرحيم' یقیناً وہی تو ہے جو بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے-

اس آیت کے نتیجے میں جو یہ احساس ہوتا ہے ایک عام معافی کا اعلان ہے، ہر گنہگار بخشا گیا، یہ احساس غلط ہے- درست نہیں ہے- کیونکہ بخشے جانے کے امکان کے دروازے کھولے گئے ہیں، ہر شخص کے بخشے جانے کا اعلان نہیں ہوا- اس لئے بعض صوفیاء یا صوفیاء مزاج لوگ یہ سمجھتے ہیں بس یہ آیت ہو گئی اب ہمیں کسی عمل کی ضرورت نہیں- سب کبائر بھی بخشے گئے، سب صغائر بھی بخشے گئے، اللہ بہت غفور رحیم ہے- جب گناہوں سے باز رکھنے کے لئے ان کو متوجہ کیا جاتا ہے (تو کہتے ہیں) اللہ بڑا غفور رحیم ہے ہر گناہ بخش دے گا- پس یہ جو غلط تاثر ہے اس کو اگلی آیات بہت وضاحت سے دور کر رہی ہیں، بہت ہی صفائی کے ساتھ ایک ایک پہلو اس کا، اس غلط تاثر کا رد فرما رہی ہیں-

چنانچہ فرمایا غفور رحیم ہے تو کیا کرو 'و انيبوا الىٰ ربكم' پس اپنے رب کی طرف جھک جاؤ اس کی طرف مائل ہو جاؤ- 'و اسلموا له' اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو 'من قبل ان ياتيكم العذاب ثم لاتنصرون' اس سے پہلے کہ عذاب تم تک آجائے اور پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی- تو اگر بخشش کا عام اعلان تھا تو معاً بعد اس آیت کا پھر کیا موقع ہے کہ جلدی خدا کی طرف جھکو اس وقت سے پہلے کہ عذاب تم تک آپہنچے اور پھر بخشش کا وقت گزر چکا ہو- پھر فرمایا 'واتبعوآ احسن مآ انزل اليكم' پھر فرمایا ہے 'انيبوآ الى ربكم' یعنی اللہ کی طرف بڑھو اور جھک جاؤ تاکہ تمہارے گناہ بخشے جائیں تم نیکو کاروں میں شمار ہو لیکن یہ ایک مقام اور ایک مرتبہ ہے-

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بہتر تو ہے کہ عذاب سے پہلے اس سے بلند تر مرتبہ حاصل کر لو اور وہ یہ ہے 'واتبعوآ احسن مآ انزل اليكم' جو بھی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں جو بھی ہدایات تمہیں عطا کی گئی ہیں ان میں سے ادنیٰ پر راضی نہ رہو بلکہ توبہ کے ساتھ اعلیٰ پر ہاتھ مارو- جو سب سے خوبصورت حصہ تعلیم کا ہے جو سب سے اعلیٰ درجے کا ہے اسے اپناؤ اور اسے اپنی ذات میں جاری کرنے کی کوشش کرو- پھر فرمایا 'من قبل ان ياتيكم العذاب بغتةً و انتم لا تشعرون'- پہلے یہ تھا 'تنصرون' اب اس آیت میں ہے 'تشعرون'- 'تشعرون' کا مضمون بتا رہا ہے کہ ایسا عذاب جس کے آثار ظاہر نہ ہوں اور اچانک آجائے- یہاں 'لا تنصرون' نہیں فرمایا کیونکہ 'لا تنصرون' کا مضمون یہاں اطلاق پاتا ہی نہیں- پہلی آیت نے اس کو خوب کھول دیا کہ اگر اللہ کی طرف انابت نصیب ہو جائے تو پھر تمہیں مدد دی جائے گی- تم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کی رحمت، اس کی مغفرت کے سائے تلے آجاؤ گے، تمہارے گناہ بخشے جائیں گے- اگر عذاب آنے کے وقت تم نے توجہ کی تو وہ توجہ رد کر دی جائے گی پھر تمہاری کوئی مدد نہیں کی جائے گی-

مگر جہاں فرمایا 'احسن' وہاں 'لا تشعرون' والے عذاب کی طرف متوجہ فرمایا ہے- اس میں حکمت یہ ہے کہ وہ لوگ جو توبہ کر لیتے ہیں لیکن نیک اعمال میں جو بہترین اعمال ہیں انہیں اختیار کرنے میں کوئی جلدی نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں یہ اوپر کی باتیں ہیں ہم بعد میں کر لیں گے پہلے ابتدائی تو ٹھیک کر لیں اپنے آپ کو، نمازیں شروع کر دی ہیں بس یہی کافی ہے- انہیں سنوار کر پڑھنا، تہجد کی نمازوں تک جا پہنچنا، راتوں کو اٹھنا ان تمام تقاضوں کو وہ سمجھتے ہیں کہ نفلی اور نسبتاً زیادہ اعلیٰ درجے کے تقاضے ہیں ان کے بغیر بھی کام ہو سکتا ہے اس لئے وہ نفس کی کمزوری کی وجہ سے ٹالتے چلے جاتے ہیں- آہستہ آہستہ بڑھ ہی رہے ہیں، آج نہیں تو کل حاصل کر لیں گے یہ باتیں- تو اس کی طرف اللہ تعالیٰ متوجہ فرما رہا ہے کہ جو 'احسن' کا حاصل کرنا ہے یہ بہت بڑی بات ہے- پہلی بات سے تمہیں تقویٰ تو نصیب ہو جائے گا مگر ادنیٰ درجے کا تقویٰ- اور جب تم توبہ کے بعد بہترین حصے پر عمل کی کوشش کرو گے تو تمہارے وجود کی کایا پلٹ جائے گی اور اس سے پہلے کہ خدا کی کوئی پکڑ ظاہر ہو جائے جسے تم محسوس نہ کرو یعنی تمہارا موت کا وقت آپہنچے یا عذاب عام ظاہر ہو جائے اس وقت سے پہلے پہلے تم بہترین عمل کر لو-

اب یہاں ایک اشکال ہے جس کا دور کرنا ضروری ہے- وہ لوگ جو توبہ کر لیتے ہیں کیا جب عذاب کا وقت آتا ہے اگر وہ احسن پر ہاتھ نہ ڈال رہے ہوں تو کیا عذاب کے نیچے آئیں گے؟ یہ سوال پیدا ہوتا ہے ورنہ آیت کریمہ ایک غیر ضروری بات تو نہیں فرما سکتی- پہلی آیت کے ساتھ اس کو ملا کر پڑھیں تو یہ سوال اٹھتا ہے کہ 'انيبوا' کا مطلب تھا اگر کہ توبہ کر لو خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ، خدا نے وعدہ فرما دیا کہ پھر عام بخشش کے اندر تم داخل ہو جاؤ گے تو 'احسنوا' اس سے اگلا قدم ہے اگر احسان نہ کر سکے تو کیا اچانک عذاب میں مبتلا ہو جائے گا- یہ ہے جو اشکال اس سے پیدا ہوتا ہے اور دور کرنا ضروری ہے- عذاب کی جو نوعیت ہے 'بغتةً' اور اچانک یہ بعض دفعہ قومی عذاب کے طور پر نازل ہوا کرتا ہے جس میں نیک بھی جس طرح گندم کے دانوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے اسی طرح وہ ہر شخص بیچ میں کچھ نہ کچھ مبتلا ضرور ہو جاتا ہے- عام قومی عذاب آرہے ہیں، مصیبتیں پڑ رہی ہیں سیلاب آرہے ہیں، طوفان آرہے ہیں، بے اطمینانی ہو رہی ہے، گھر ڈاکے پڑ رہے ہیں، بچے چوری ہو رہے ہیں، ہر طرف ظلم کا دور دورہ ہے- وہ جو عذاب ہے وہ آتا تو بدوں پر ہے اور بد ہی اس کے ذمہ دار ہیں لیکن بسا اوقات ہم دیکھتے ہیں کہ نیک لوگ بھی بے چارے اس میں زخمی ہوتے ہیں- کسی نہ کسی پہلو سے وہ دکھ اٹھا لیتے ہیں- اور بعض دفعہ اچانک جو طوفان ظاہر ہوتا ہے مثلاً سیلاب آگیا ہے وہ نیکوں کے گھر اور بروں کے گھروں میں تمیز تو نہیں کرتا مگر وہ لوگ جو خدا کے نزدیک احسن اعمال والے ہیں ان کی بعض دفعہ اللہ تعالیٰ اس حیرت انگیز طریق پر حفاظت فرماتا ہے کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اس طرح ہم بچائے جائیں گے-

چنانچہ پاکستان میں جو بد اطمینانی کی حالت ہے اس میں کئی دفعہ بعض نیک لوگ بھی بتاتے ہیں کہ ہم بھی مشکل میں مبتلا ہوئے، ہمیں بھی ڈاکوؤں نے لوٹا، ہمارے گھر بھی داخل ہوئے لیکن ایک بات تو یہ نظر آتی ہے کہ اس اگلی بد حالت سے وہ پھر بھی بچا لئے گئے ہیں جو بعض دوسروں کے اوپر عائد کی گئی- یعنی عورتوں کی بے عزتی، بچوں پر ظلم و ستم اور کس طرح ان ڈاکوؤں کے ہاتھ رک گئے اور وہ آخر حد تک نہیں پہنچے- یہ تو عام خدا تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے جو جماعت پر دکھائی دے رہا ہے- لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کے متعلق کوئی وجہ ہی نہیں نظر آتی کہ کیوں بچ گئے، حالات نے گھیرا ڈال لیا تھا، ان کا بچنا دکھائی نہیں دیتا تھا، وہ لکھتے ہیں کہ اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے ہاتھ نے ہمیں بچا لیا کہ حیرت زدہ رہ گئے- یہ وہ احسان والے لوگ ہیں جن کو 'بغتةً' عذاب بھی نہیں چھوئے گا- کئی دفعہ ایسا ہوا کہ سیلاب سے ایک دن پہلے وہاں سے منتقل ہو گئے ہیں یا اور ایسا ذریعہ بن گیا کہ خدا تعالیٰ نے ان کو وہاں سے بچا لیا اور نقصان سے بچا لیا تو

احسن عمل محض ایک نفلی حصہ نہیں ہے بلکہ روزمرہ کی زندگی کی ضرورتوں میں داخل ہے اور احسن عمل والا اس نیک سے زیادہ بہتر جزا پاتا ہے جو عام باتوں میں تقویٰ تو اختیار کرتا ہے یعنی بدیوں سے بچ جاتا ہے مگر نیکیوں میں آگے نہیں بڑھتا-

اور لفظ 'احسن' کا استعمال اس پہلو سے قرآن کریم نے اور بھی جگہ فرمایا ہے- اور فرمایا ہے جنہوں نے اس دنیا میں احسان سے کام لیا، جو محسن ہو گئے ان کے لئے اس دنیا میں غیر معمولی جزاء ہے اور یہاں بھی جزاء ہو گی-

تو اس پہلو سے اگر آپ رمضان کے بعد اپنی بدیوں کو دور کرنے کی طرف متوجہ ہیں اور متوجہ رہنا چاہتے ہیں اور رمضان گزرنے کے بعد اسے الوداع نہیں کہہ بیٹھے تو پھر اس طرح سے اپنی اصلاح کی کوشش کریں- سب سے پہلے انابت ہونی چاہئے- اللہ تعالیٰ کی طرف طبیعت کا جھکاؤ اور میلان- یہ جو انابت ہے یہ جھکاؤ ایسا ہے جو اپنی ذات میں بخشش کے لئے ایک لازمہ ہے- جس شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان نہ ہو اس پر اس آیت کا کوئی اطلاق نہیں ہو گا کہ 'يغفر الذنوب جميعاً'- بڑا ہی بیوقوف ہو گا جو یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف میرا میلان ہی کوئی نہیں، رجحان ہی کوئی نہیں، میں مزے سے دنیا میں مبتلا رہوں گا اور بخشا جاؤں گا- بڑے دھوکے میں مبتلا ہے- یہ دنیا بھی اس کی اکارت جائے گی اور اگلی دنیا بھی-

پس 'انيبوا' کی شرط ہے جو توبہ کے لئے آغاز کا کام دیتی ہے- اس شرط کا مطلب ہے کہ تمہارے دل میں اللہ تعالیٰ کا اتنا خیال تو ہو کہ اس کی طرف جھکنے کی طرف طبیعت مائل ہو، دل چاہنے لگے کہ میں اللہ والا ہو جاؤں- جب نیت کے اندر یہ آغاز ہوتا ہے نیکی کی طرف قدم بڑھانے کا تو انابت سے ہوا کرتا ہے ورنہ جو گناہوں میں ملوث ہیں ان کو گناہوں کا مزہ اتنا بڑھتا جاتا ہے کہ وہ گناہوں سے توبہ کا خیال بھی نہیں کرتے بلکہ ان گناہوں کی حسرت کیا کرتے ہیں جو کر نہیں سکے- تو جو اصل تبدیلی والی بات ہے وہ انابت ہے- یعنی خدا تعالیٰ کی طرف طبعی میلان اور جھکاؤ- تو فرمایا کہ اگر تم مغفرت کے اس اعلان عام سے متاثر ہوئے ہو، تم چاہتے ہو کہ تم بھی اس مغفرت کی لپیٹ میں آجاؤ، اس کے سائے تلے آجاؤ 'انيبوآ الىٰ ربكم' اپنے رب کی طرف میلان پیدا کرو اس کی طرف جھکو- اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف پیار کا میلان ہو گا تو پھر خدا تعالیٰ تمہارے اندر تبدیلیاں پیدا کرے گا ورنہ خالی باہر بیٹھے خدا سے تعلق کوئی نہ ہو، توبہ توبہ کرتے رہو کچھ بھی اس توبہ کے معنے نہیں ہیں-

جب انابت ہو گی تو پھر اس سے اگلا قدم اٹھانے کی توفیق ملے گی 'و اسلموا له' اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دو- اگر پیار نہیں ہے محبت نہیں ہے تو انسان سپرد کیسے کر سکتا ہے یہ تو ناممکن ہے- انسان اپنے آپ کو اسی کے سپرد کیا کرتا ہے جس سے محبت ہو جائے- تو 'انيبوا' میں جو محبت کا مضمون ہے وہ کھول کر بیان کرنا ضروری تھا محبت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو اور اس کے سپرد اپنے آپ کو کرتے چلے جاؤ اور سپردگی میں مغفرت کا مضمون ایک نئی شان کے ساتھ داخل ہے- سپردگی اس موقع پر یہ معنے رکھتی ہے کہ تم اپنی طاقت سے تو اپنے گناہ جھاڑ نہیں سکتے اپنی طاقت سے تو اپنی برائیاں دور نہیں کر سکتے اللہ سے پیار پیدا

ہوگیا ہے مگر گناہ دور کرنے کی طاقت نہیں ہے تو 'اسلموا' ان معنوں میں کہ اللہ کو کہو ہم تو تیرے ہوگئے ہیں تیرے سپرد اپنے آپ کو کر رہے ہیں اب تو ہی ہے جو ہماری مغفرت کا سامان فرمائے۔

'ایاك نعبد و ایاك نستعین' وہی مضمون ہے جو ایک اور رنگ میں بیان ہوا۔ ہم نے جب فیصلہ کرلیا ہے کہ تیری عبادت کریں گے اور تیرے سوا کسی کی نہیں کریں گے تو بڑا مشکل کام ہے۔ فیصلہ بہت عظیم ہے مگر اس فیصلے پر عمل مشکل ہے۔ اس لئے 'ایاك نستعین' تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں تو جس کے ہوگئے یا جس کے لئے دل میں ایک میلان پیدا ہوا اس کے سپرد ہونے کے لئے بھی اسی کی حفاظت کی چادر میں آنا 'اسلموا' کا مضمون ہے۔ تم اپنے معاملات اس کے سپرد کرتے چلے جاؤ۔ پس یہ ایک وسیع انسانی تجربہ ہے کہ **وہ لوگ جو گناہ سے دور ہٹنے کا ارادہ کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں طاقت نہیں پاتے، اگر وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں اور خدا کی محبت کے واسطے دے کر گریہ وزاری کے ساتھ متوجہ ہوتے ہیں کہ اے اللہ ہم کیا کریں ہمیں گناہ نے گھیر لیا ہے، بے اختیاری کا عالم ہے، ہم اپنا معاملہ تیرے سپرد کرتے ہیں تو جس طرح چاہے ہمیں پاک صاف کرے ایسے لوگوں کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں۔ ناممکن ہے کہ غیبی ہاتھ ان کے گناہوں کو صاف نہ کرنا شروع کرے۔**

پس 'اسلموا' میں وہ سپردگی نہیں ہے جو احسان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک معنیٰ رکھتی ہے۔ وہ سپردگی جو حضرت ابراہیمؑ کو نصیب ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا 'اسلم قال اسلمت لرب العالمین'۔ اپنے آپ کو سپرد کردو انہوں نے کہا میں تو ہو چکا ہوں تیرا سارا کا سارا۔ وہ گناہوں سے بچنے والا مضمون نہیں، یہاں گناہوں سے بچنے والا مضمون ہے۔ اس لئے موقع محل کے مطابق 'اسلموا' کے معنے کئے جائیں گے۔ اپنے معاملات اللہ کے حوالے کرو مگر دیانت داری اور خلوص کے ساتھ۔ اس کی محبت کے نتیجے میں، اپنی بے اختیاری اپنی بے بسی کو اس کے حضور پیش کرتے ہوئے کہہ دو اب ہم تیرے ہوگئے ہیں

سپردم بتومایہء خویش را ——— تودانی حساب کم و بیش را

یہ وہ مضمون ہے جو یہاں 'اسلموا' میں بیان ہوا کہ اے اللہ ہم نے تو اپنا سارا معاملہ تیرے حوالے کردیا 'تو دانی حساب کم و بیش را' تو جانتا ہے کہ کم کیا ہے اور زیادہ کیا ہے۔ ہمارے پاس تو اس سے زیادہ کچھ نہیں ہو سکا۔ ہم سے تو اس سے زیادہ کچھ نہ ہو سکا۔ جو تھا وہ تیرے حضور حاضر کرتے ہیں۔

تو اس طرح جو بخشش ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سپردگی میں ہوتی ہے، اس کی حفاظت میں ہوتی ہے، اس کی طاقت کے تابع ہوتی ہے، اس کی طاقت کے سہارے ہوتی ہے۔ اگر ایسا ہو تو 'من قبل ان یا تیکم العذاب ثم لا تنصرون'۔ اگر ایسا نہیں کروگے تو پھر عذاب میں تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ عذاب سے کلیتہً بچانے کا مضمون نہیں ہے یہاں۔ کسی بھی تکلیف میں تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ مگر اگر تم تقویٰ کا یہ معیار قائم کرلو گے اس معیار پر پورے اتروگے تو عذاب آئے گا بھی تو ہم تمہیں ضرور مدد دیں گے۔ اور یہ وعدہ جو ہے یہ ایک عام وعدہ ہے جو بلا استثناء ہمیشہ ان مسلمانوں کے حق میں جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں ضرور پورا کیا جاتا ہے۔ پس جماعت احمدیہ اس سے استفادہ کرے۔

یہ زمانہ تکلیفوں کا اور عذابوں کا زمانہ ہے۔ سب دنیا میں بے چینی پھیل گئی ہے۔ ہر جگہ سے امن اٹھ رہا ہے۔ طرح طرح کی مشکلات درپیش ہیں۔ وہ امراض جو پہلے دب گئی تھیں وہ پھر اٹھ کھڑی ہوئی ہیں یعنی بدنی امراض بھی اور اخلاقی امراض بھی اور تمدنی امراض بھی۔ اب دیکھیں یہاں جس طرح قومی تعصبات کا بھوت سر اٹھا رہا ہے چند سال پہلے اس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ہر قوم میں بے چینی ہے، ایک بیقراری ہے۔ اس کا اظہار وہ اس طرح کرتے ہیں کہ معصوموں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور عجیب انداز ہے اس زمانے کا کہ ہر وہ چیز جو انہیں بے چین کرتی ہے اس کے نتیجے میں دوسروں کو اور بھی زیادہ بے چین کر دیتے ہیں۔ اسی زمانے کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے گھاٹے کا زمانہ ہے نقصان کا زمانہ۔ جو عمل کرو ٹیڑھا کرو، جو بات کرو الٹی کرو۔ تو اس زمانے میں اگر بچنا ہے تو 'انیبوا الی اللہ' کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں اس کی محبت کا آغاز کردیں یعنی ایک دم تو ساری، تمام تر محبت اللہ تعالیٰ سے نہیں ہو سکتی۔ اس کا خیال دل میں آنا شروع ہو جائے، یہ احساس پیدا ہونا شروع ہو جائے کہ اللہ کے بغیر تو کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ خلا محسوس ہو کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی جو محبت محسوس ہونی چاہئے تھی وہ محسوس نہیں ہو رہی۔ نمازیں خالی ہیں، ذکر خالی ہے دن رات دنیا کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں، لیکن بار بار دھیان اللہ کی طرف نہیں جاتا۔ اس مرض کو دور کریں اور اللہ تعالیٰ کا پیار پیدا کرنے کی کوشش کریں یعنی اس حد تک کم سے کم اتنا پیار کہ دل مائل تو ہو، یاد تو آئے خدا۔ جب یاد آئے تو پھر اس حوالے سے اپنے نقائص کو دور کرنے کے لئے اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرنا شروع کردیں۔ اللہ میاں! اب تو پاک ہے، تو اعلیٰ ہے، تو ارفع ہے، تو عظیم ہے، ہم تو جب غور کرتے ہیں، ہم لگتا ہے کہ تیرے قابل ہی نہیں ہیں۔ کیا کریں مگر دل چاہتا ہے کہ تیرے قابل ہو جائیں اس پہلو سے تو ہم پر رحم فرما اور ہمیں سنبھال لے تو 'اسلموا' کا مضمون یہاں سنبھالنے کے معنوں میں ہے۔

اس کے بعد فرمایا 'واتبعوا احسن مآ انزل الیکم' جب تم سنبھالے جاؤ گے تو پھر اگلا قدم ضرور اٹھانا۔ جو ابتدائی نیکیاں تمہیں نصیب ہیں ان پر بیٹھ نہ رہنا، ان پر تسلی نہ پا جانا کیونکہ نیکیوں کی راہ تو ایک لامتناہی آگے بڑھنے والی راہ ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف مسلسل حرکت ہے جو حقیقی حسن پیدا کرتی ہے۔ چند باتیں حاصل کر کے، چند بدیوں سے بچ کر تم حقیقت میں نیک انجام کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اس راہ میں اگلے قدم نہ اٹھاؤ، اگلی منزلیں بھی طے نہ کرو اور وہ احسان کی منازل ہیں۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت جس میں درجہ بدرجہ مستقل احسان کی طرف سفر کا ذکر ہے میں پہلے بھی ایک خطبے میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ پس اس میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا مگر یاد رکھیں کہ احسان والی جو منزل ہے وہ آپ کو ایسے عذاب سے بھی بچائے گی جس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

"تنصرون" اور اس میں یہ فرق ہے اگر عذاب ایسا آئے کہ ابھی زندہ ہو انسان، ہوش میں ہو مدد مانگ سکتا ہو تب ہی اس کی مدد کی جائے گی نا۔ لیکن یہ ایسا عذاب جس کا پتہ ہی نہ چلے، آئے اور آپ کو کالعدم کردے، بھسم کردے اگر وہ آگ کا عذاب ہے، اگر سیلاب کا عذاب ہے تو غرق کردے اس وقت آپ کیا مدد مانگیں گے۔ اگر سوتے میں ایسا واقعہ ہو جائے اور اتنا اچانک ہو کہ ہوش بھی نہ رہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ جو احسان کے دائرے میں داخل ہوتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی خوش خبری ہے ان کو ایسے عذاب کی اچانک پہنچنے والی تکلیفوں سے بھی بچایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ 'ان تقول نفس یٰحسرتیٰ علیٰ ما فرطت فی جنب اللہ' اگر تم ایسا نہیں کروگے تو پھر حسرت کے سوا تمہارا کوئی انجام نہیں۔ اگر تم ایسا نہیں کروگے تو جن کو مغفرت نصیب ہونی ہے ان میں تم شامل نہیں ہو یہ اعلان ہو رہا ہے۔ اور حسرت یہ ہوگی 'ما فرطت فی جنب اللہ' میں نے جو جو کوتاہیاں کی ہیں، جن فرائض سے غافل رہا ہوں اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے ساتھ ہوتے ہوئے اس کے پہلو میں زندگی بسر کرتے ہوئے 'و ان کنت لمن الساخرین' میں تو 'ساخرین' میں سے رہا۔ اب ساخر کا ایک معنیٰ ہے تمسخر کرنے والا، مذاق کرنے والا۔ اس موقع پر وہ چسپاں نہیں ہوتا۔ ساخر کا ایک مطلب ہے کسی چیز کو معمولی سمجھنا اور اس کو وقعت نہ دینا اور یہی معنیٰ ہے جو اس موقع پر چسپاں ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ کا ترجمہ میں نے اسی نیت سے دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا ہے ساخرون والی آیت کا یہ ترجمہ ہے تا ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی شخص یہ کہنے لگے کہ جو کچھ اللہ کے بارے میں میں نے کمی کی ہے اس کی بناء پر مجھ پر افسوس ہے اور میں تو وحی الٰہی کو حقیر سمجھتا رہا۔ ساخرین کا ترجمہ آپؓ نے حقیر ہی فرمایا ہے مگر وحی الٰہی کو بریکٹ میں رکھا ہے یعنی ایک معنیٰ اس کا یہ ہے۔ ساخرین کا تعلق لازم نہیں کہ وحی الٰہی سے ہو، ساخرین کا ایک تعلق عام روزمرہ کے معاملات میں اصلاح کی طرف متوجہ ہونے سے بھی ہے۔ اور ساخرین ان معنوں میں وہ تمسخر والے معنیٰ بھی رکھتے ہیں کہ ہنس کھیل کر ہم نے دنیا کو چھوڑا۔ ان باتوں کو، دین کی باتوں کو معمولی سمجھا اور ہنسی ٹھٹھے میں وقت ضائع کردیا کوئی اہمیت نہ دی دین کی باتوں کو۔ اب جب وقت آگیا عذاب کا اب اس سے بچ نہیں سکتے۔ یہ جو عمومی مضمون ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ پہلی دونوں آیات کی طرف ایک کے بعد دوسرے کی طرف توجہ دیتا ہے اسی ترتیب کے ساتھ 'او تقول لو أنّ اللہ ھدانی لکنت من المتقین' یا اس وقت یہ کہو کہ کاش مجھے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی ہوتی تو میں متقین میں سے ہو جاتا یعنی بچ جاتا برائیوں سے۔ 'او تقول حین تری العذاب لو ان لی کرۃً فاکون من المحسنین' تو پہلی آیت کا مضمون میں نے تقویٰ سے جو باندھا تھا قرآن کریم اس کو درست ثابت فرما رہا ہے اور دوسری آیت کے مضمون کو جو میں نے تقویٰ کے بعد بلند تر مناصب کی طرف بڑھنے کے لئے بیان کیا تھا یہ آیت بعینہ اس کی تصدیق کر رہی ہے۔ اسی ترتیب کے ساتھ قرآن کریم اس مضمون کو ختم کرتا ہے کہ دیکھو پہلے پہلے ہدایت پا جاؤ ورنہ یہ حسرت رہے گی کہ کاش میں تقویٰ اختیار کرلیتا اور اس عذاب کے بعد چونکہ تقویٰ کی طرف لوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہوگی یہ اس طرف اشارہ ہے۔ جب خدا کی پکڑ آجائے پھر 'ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً' والی بات ختم ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ کوئی بات نہیں اللہ مجھے بخش دے گا۔ اس وقت سوائے اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کاش اس وقت سے پہلے پہلے میں تقویٰ اختیار کر چکا ہوتا اور امن میں آجاتا اور پھر فرمایا 'او تقول حین تری العذاب لو ان لی کرۃً فاکون من المحسنین' اچانک عذاب دیکھ کے پھر یہ نہ کہنا کہ کاش میں اتنا نیک ہوتا اس سے پہلے کہ احسان کی منازل بھی طے کر چکا ہوتا۔ تو بعض دفعہ عذاب کے وقت محض توبہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی بلکہ اور بھی

زیادہ بلند مراتب کو حاصل کرنے کی طرف توجہ ہوتی ہے- اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو ان مراتب کو حاصل کرتے ہیں وہ یاد آجاتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ اوہو میری زندگی میں وہ بھی تو تھا، وہ بھی تو تھا، کیسے اعلیٰ پائے کے لوگ تھے- کس طرح انہوں نے خدا کے حضور رکوع اور سجود میں زندگیاں گزاریں کس طرح خدا کی عبادتیں کیں- کس طرح خدا کے معاملات میں انہوں نے اپنے آپ کو حسین تر بنایا یعنی محسنین ان معنوں میں بنے اور بندوں کے معاملات میں ان کا سلوک حسین سے حسین تر ہوتا چلا گیا- وہ محض عدل پر قائم نہ رہے بلکہ احسان کا سلوک کرنے لگے یہ جو حسرتیں ہیں یہ جب آئیں گی تو پھر یہ وقت نہیں رہے گا-

پس یہ امور ہیں جن کی طرف توجہ کرنی لازم ہے- ہم میں سے ہر ایک کے لئے لازم ہے- موت آج نہیں تو کل آنی ہی آنی ہے کوئی اس سے بچ نہیں سکتا اور ساخرین والی بات پھر پیدا نہ ہو- موت کے وقت یہ حسرت نہ لئے بیٹھیں- عذاب سے مراد صرف وہ ظاہری عذاب جو ہیں وہ نہیں ہیں بلکہ جو طرز بیان ہے اس میں موت کا وقت بھی اس میں داخل ہے- پس جب موت آجائے گی تو لاکھ زور ماریں آپ، واپس ہو ہی نہیں سکتی- اس وقت کی حسرتیں کسی کام نہیں آئیں گی اور بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مرتے وقت اس نے توبہ کرلی تھی اس لئے ٹھیک ہے، یہ وہم ہے- فرعون نے بھی تو مرتے وقت توبہ کی تھی، کب خدا نے اس کی طرف توجہ دی- اس کی اس توبہ کو رد کر دیا ہاں اسے عبرت کا نشان بنانے کے لئے وعدہ کیا کہ ہم تیرے جسم کو رکھیں گے- تو ایسی حالت تک نہیں پہنچنا- اور چونکہ اچانک آئے گی موت یا بعض عذاب بھی اچانک آجاتے ہیں اس لئے پتہ ہی کچھ نہیں کب آجائے- اس سے پہلے پہلے وقت ہے کچھ کرنا ہے تو کرلو اور یہ زندگی عارضی ہے- دن جو لمبے بھی دکھائی دیں وہ بھی گزر ہی جاتے ہیں بعض لوگوں کو رمضان بڑا لمبا دکھائی دیتا تھا کہ ایک مہینہ گزرے گا پورا اور گزر ہی گیا- دیکھتے دیکھتے 'ایاماً معدودات' ہی ہو جاتے ہیں- جب وقت ٹل جائے، گزر جائے تو 'ایاماً معدودات' کے سوا کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا- گزرا ہوا وقت ہمیشہ چھوٹا ہوتا چلا جاتا ہے تبھی قیامت کے بعد لوگ کہیں گے ہم تو ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ رہے اس سے زیادہ تو ہمیں کچھ نہیں ملا-

تو وقت تو گزرنا ہے اور یہ زندگی لازماً گزر جائے گی آج نہیں تو کل گزر جائے گی- کل نہیں تو پرسوں، ہزار سال بھی رہیں تب بھی گزرنی ہی گزرنی ہے اور وہ وقت آجائے گا جس وقت کے بعد پھر کوئی پیچھے ہٹنا نہیں ہے سوائے حسرتوں کے کچھ باقی نہیں رہ جاتا- اس لئے زندگی میں جب تک توفیق ہے توبہ کرو، استغفار کرو اور قرآن کریم نے دیکھو کتنا آسان طریقہ بیان فرمایا ہے 'انیبوا الی اللہ' محبت میں کون سی مشکل ہے- پیار میں کون سی دقت ہے- اللہ تعالیٰ کی تمنا تو دل میں پیدا کرلو- اس کا خیال لانا شروع کرو دل میں- صبح، دوپہر، شام جب بھی خدا تعالیٰ کے احسانات پر نظر کرو جو ہر انسان پر، بندگی کے ہر ذرے پر، کائنات کے ہر ذرے پر ہیں تو اس کو یاد کرتے ہوئے پھر یہ سوچا کرو کاش ہم بھی وہ ہوتے جو خدا کے مقربین میں شمار ہو سکتے- کاش ہم میں بھی قرب الٰہی کی علامتیں ظاہر ہوتیں-

یہ تمنا پیدا کرنا آپ کا کام ہے پھر 'اسلموا' کا مضمون لازماً اس کے نتیجے میں پیدا ہوگا- اگر تمنا سچی تھی، تمنا سچی ہے تو خیال خود بخود ابھرے گا کہ ہم کیسے یہ کام کریں مشکل ہے- پھر اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرو، چھوڑ دو اس کے اوپر- 'ایاك نعبد و ایاك نستعین' کی صدائیں لگاؤ- کہو اللہ ہم چاہتے ہیں کر نہیں سکتے- کچھ کر ہمارا، ہماری مدد کو آ، ہمیں سمیٹ لے- ہمارا حامی و ناصر ہو جا، ہمارا رفیق ہو جا، ہمارا حفیظ ہو جا- یہ دعائیں اس بے اختیاری کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہیں جو 'انیبوا الی اللہ' کے حکم پر عمل کے بعد پیدا ہوا کرتی ہیں، پہلے نہیں ہوا کرتیں-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو پہلی آیت کریمہ ہے اس سے بہت ہی عظیم عارفانہ مضامین نکالے ہیں اس وقت جتنا سا وقت رہ گیا ہے اس میں چند آپ کے ارشادات میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور خیال یہ ہے کہ شاید بہت سا حصہ بچ جائے گا، بچے گا تو انشاء اللہ آئندہ جمعہ میں میں آپ کے سامنے پیش کر دوں گا- اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے"- یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو حکم دیتا ہے کہ تو کہہ کہ اے میرے غلامو! اور ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بندوں کا بھی ترجمہ کیا ہے مگر ساتھ تشریح فرمادی ہے کہ کن معنوں میں بندہ ہے یہ- مگر پہلے میں نے غلاموں والے اقتباسات لئے ہیں کیونکہ بندے تو خدا کے ہیں سارے- بندوں کے معنوں میں تو محمد رسول اللہ کا کوئی بندہ نہیں تھا مگر جو محمدؐ رسول اللہ کا غلام ہو جائے وہ ایک معنٰی میں محمدؐ کا بندہ بھی کہلا سکتا ہے "ہم تو تیرے بندہ بے دام ہیں" کہتے ہیں جس طرح- تو غلام کامل پر لفظ بندہ بھی اطلاق پا جاتا ہے- پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نام نہیں لیا مگر مخاطب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے-

"اے میرے غلامو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے کہ تم رحمت الٰہی سے ناامید مت ہو خدا تعالیٰ سارے گناہ بخش دے گا-" یہ پہلا آغاز کا اعلان ہے جو اسی طرح میں نے آپ کے سامنے رکھا جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارت ہے "اب اس آیت میں بجائے قل یاعباداللہ کے جس کے یہ معنی ہیں کہ کہہ اے خدا تعالیٰ کے بندو یہ فرمایا قل یاعبادی یعنی کہہ کہ اے میرے غلامو! یہاں بندہ کی بجائے غلامو کا لفظ استعمال فرمایا ہے- اس طرز کے اختیار کرنے میں بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی ہے کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہا رحمتوں کی بشارت دیوے" یہ وہ لطیف معرفت کا نکتہ ہے جو کسی مفسر نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا بیان نہیں کیا- فرمایا خود بخود خدا کہہ سکتا تھا اے میرے بندو میں سارے گناہ بخش دوں گا لیکن امید کے لئے کوئی نمونہ تو سامنے ہو- بے انتہا رحمتوں کا کوئی نشان تو ہو-

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے ہیں اس وجہ سے محمد رسول اللہ کو حکم دیا تو کہہ دے- کیونکہ خدا ان بندوں کو تو اس طرح دکھائی نہیں دے رہا جیسے تو ان کو دکھائی دے رہا ہے اور جو بے چارہ گنہگار اور ادنیٰ حالتوں میں ہے اس کو ویسے بھی خدا دکھائی نہیں دے سکتا یعنی اپنے نشانات اور اپنی صفات کے ذریعے بھی دکھائی نہیں دیا کرتا- لیکن نبی کا وجود ایسا ہے کہ وہ ناممکن ہے کہ نظر نہ آئے- اس کا حسن تو اس کے مخالفین، اس کے معاندین کو بھی دکھائی دے رہا ہوتا ہے- تو امید کو پوری طرح مستحکم اور قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ محمد رسول اللہ کے ذریعے اعلان کروایا ہے- وہ مجسم رحمت سامنے کھڑا تھا، وہ ایسی رحمت تھی جو آنکھوں سے دکھائی دیتی تھی، اندھے بھی جانتے تھے کہ رحمان

منظوری صدر لجنہ اماء اللہ بھارت

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آئندہ ۳ سال (جنوری ۹۷ء تا دسمبر ۹۹ء) کیلئے بطور صدر لجنہ اماء اللہ بھارت منظوری عطا فرمائی ہے۔

(ناظر اعلیٰ قادیان)

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153

لولاك لما خلقتُ الافلاك
ترجمہ۔ (اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)
وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

ہے اور رحیم ہے یعنی خدا کے تابع اس کی صفات رکھنے والا انسان ہے-

فرمایا ”بھید یہی ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئی کہ تا خدا تعالیٰ بے انتہار حمتوں کی بشارت دیوے اور جو لوگ کثرت گناہوں سے دل شکستہ ہیں ان کو تسکین بخشے- سو اللہ جل شانہ نے اس آیت میں چاہا کہ اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے“-وہ کون سا نمونہ ہے ”اپنی رحمتوں کا ایک نمونہ پیش کرے اور بندے کو دکھلا دے کہ میں کہاں تک اپنے وفادار بندوں کو انعامات خاصہ سے مشرف کرتا ہوں“ اور پھر اس میں جو مضمون حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بیان کے لئے از خود نمایاں کر دیا ہے وہ یہ ہے کہ بخشش مقصود نہیں ہے- بخشش تو ایک منفی صفت ہے صرف، جو گناہ ہو گئے ان سے نظر پھیر لی چلو کچھ نہیں کہتے، سزا نہیں دیتے- اللہ تعالیٰ صرف اس لئے تو تمہیں اپنی طرف نہیں بلاتا- اللہ تعالیٰ نے تمہیں اعلیٰ مقاصد کے لئے پیدا فرمایا ہے جن میں اس کی رحمت کا نزول ہی ہے جس کی خاطر انسان کو پیدا کیا گیا ہے جو عبادت کے ذریعے حاصل ہوتی ہے- پس 'یعبدون' کا مضمون بھی یہی ہے کہ تا کہ تم ان تمام اعلیٰ رحمتوں کو پاجاؤ جن کی خاطر خدا نے تمہیں پیدا فرمایا ہے اور آنحضرت ﷺ کے ذریعے اس اعلان عام کروانے کی یہی حکمت ہے کہ تمہیں پتہ چلے کہ یہ آیت اس طرف بلا رہی ہے 'قل یاعبادی' اے میرے بندو دیکھو تو سہی کہ خدا کتنا رحمان ہے، کتنا رحیم ہے کتنی بخششیں کرنے والا ہے اور میں اس کا نمونہ تمہارے سامنے کھڑا ہوں- پس آنحضرت ﷺ اس بات کے نمونہ تو نہیں تھے کہ کثرت سے گناہ نعوذ باللہ من ذالک سرزد ہوتے رہتے تھے اور معافی ہو جاتی تھی- نمونہ دیا ہے رحمتوں کی انتہاء کا- پس بخشش کے معاملے کو محض پہلی منزل کے طور پر پیش کیا گیا ہے 'یغفر الذنوب جمیعاً' کا جو وعدہ ہے اس میں بخشش کے بعد کے مضمون کی طرف 'قل یاعبادی' کہہ کر توجہ دلادی گئی- بخشش پر راضی نہیں ہونا احسان کی طرف قدم بڑھانا ہے، احسان کی طرف قدم بڑھانا ہے اور اس طرح بڑھانا ہے جس طرح میرے بندے محمد رسول اللہ نے قدم بڑھایا ہے، اتنا بڑھانا ہے کہ تم اس کے بندے کہلانے لگو- تم اس کے کامل غلام بن جاؤ- فرماتے ہیں ”سو اس نے 'قل یاعبادی' کے لفظ سے یہ ظاہر کیا کہ دیکھو یہ میرا پیارا رسول، دیکھو یہ برگزیدہ بندہ کہ کمال اطاعت سے کس درجہ تک پہنچا کہ اب جو کچھ میرا ہے وہ اس کا ہے- جو شخص نجات چاہتا ہے وہ اس کا غلام ہو جائے یعنی ایسا اس کی اطاعت میں محو ہو جائے کہ گویا اس کا غلام ہے تب وہ گو کیسا ہی پہلے گنہگار تھا بخشا جاوے گا-“

پس بخشش بھی مشروط ہے آنحضرت ﷺ کی اطاعت کاملہ سے اور یہ اطاعت کاملہ نصیب تو رفتہ رفتہ ہوتی ہے مگر اس کا رجحان جو ہے وہ 'اسلموا' سے بنتا ہے- جو شخص اپنے آپ کو محمد رسول اللہ کی سنت کے سپرد کرے گا وہ 'اسلموا' کے صحیح معنے کا حق ادا کرے گا- اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ وہ وجود ہے جس کے ساتھ سپردگی کا رشتہ جو ہے وہ ہر خطرے سے بچالیتا ہے- کوئی انسان دنیا میں ایسا پیدا نہیں ہوا خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی جس کی حفاظت میں آکر انسان ہر قسم کے خطرات سے ایسے بچ سکتا ہے جیسے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت میں آنے سے انسان خطرات سے بچتا ہے-

پھر فرماتے ہیں ”جاننا چاہئے کہ عبد کا لفظ لغت عرب میں غلام کے معنوں پر بھی بولا جاتا ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے 'ولعبد مومن خیر من مشرك' کہ یاد رکھو عبد کا لفظ صرف بندے یعنی خدا کے ان معنوں میں بندے کہ خدا کی تخلیق ہو صرف اس جگہ استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے شخص کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جو عام انسان ہے عبد بمعنی انسان لیکن غلام انسان- عبد سے مراد کسی کا بندہ ان معنوں میں نہیں جیسے خدا کی مخلوق ہے- انسان تو عام ہے خدا ہی کی مخلوق ہے مگر کسی کا عبد تب بنے گا اگر وہ اس کا غلام ہو جائے، اس کا اپنا کچھ نہ رہے، کلیتہً اس کے آقا کا ہو چکا ہو تو ان معنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ یہ لفظ عبد استعمال ہوا ہے-

”اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اپنی نجات چاہتا ہے وہ اس نبی سے غلامی کی نسبت پیدا کرے یعنی اس کے حکم سے باہر نہ جاوے اور اس کے دامن اطاعت سے اپنے تئیں وابستہ جانے جیسا کہ غلام جانتا ہے تب وہ نجات پائے گا- اس مقام میں ان کور باطن نام کے موحدوں پر افسوس آتا ہے کہ جو ہمارے نبی ﷺ سے یہاں تک بغض رکھتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ نام کہ غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفیٰ، غلام احمد، غلام محمد شرک میں داخل ہے-“ بعض ایسے بھی جاہل موحدین کہلاتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ نام ہی مشرکانہ ہیں- غلام محمد رسول اللہ کا!؟ غلام تو انسان خدا کا ہے صرف- وہ جاہل سمجھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں ان کے اس اعتراض کو کلیتہً ہمیشہ کے لئے رد فرما دیا ہے-

آنحضرت ﷺ کو واضح ہدایت دی جارہی ہے یہ اعلان کر کہ اے میرے بندو یا میرے غلامو- جہاں بندے کا مضمون ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون کو بھی خوب کھول رہے ہیں یعنی اس معنے کو رد نہیں فرما رہے- عام بندوں کو سمجھانے کے لئے فرماتے ہیں اس کا معنیٰ غلام کا بھی ہے اس لئے غلام کے معنوں میں سوچو تو تمہارے دل میں کوئی بھی شرک کا واہمہ پیدا نہیں ہوگا اور اس کی تفسیر فرماتے ہیں، وجہ (بیان) فرماتے ہیں کیوں فرمایا گیا لیکن عبد کا معنیٰ جو بندے کے ہیں اس کا بھی ذکر فرمایا ہے وہ انشاء اللہ بعد میں ان اقتباسات کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھوں گا تو فرمایا یہاں وہ جاہل لوگ ہیں ان کو پتہ ہی نہیں کہ غلام جو ہے وہ اپنی شخصیت کو دوسرے کی خاطر کھو دیتا ہے، کلیتہً اس کے تابع فرمان ہو جاتا ہے، اس کا کچھ نہیں رہتا سب کچھ ان کا ہو جاتا ہے- ان معنوں میں محمد رسول اللہ کے ہو جاؤ تو پھر نجات یقینی ہے- کوئی بھی نجات کی راہ میں تمہارے لئے روک پیدا نہیں ہوگی- کسی طرف سے بھی نجات کو کوئی بھی خطرہ نہیں پیدا ہوگا- محمد رسول اللہ کے دامن میں، اس کی پناہ میں آجاؤ تو ساری پناہیں تمہیں مل جائیں گی-

پھر فرماتے ہیں ”اور چونکہ عبد کے مفہوم میں یہ داخل ہے کہ ہر ایک آزادگی اور خودروی سے باہر آجائے اور پورا متبع اپنے مولا کا ہو اس لئے حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں“- اب اس مفہوم میں داخل ہو کر کوئی بہت بڑا ایک ذمہ داری کا مقام آنکھوں کے سامنے اٹھ کھڑا ہوتا ہے- فرماتے ہیں اپنی ہر آزادی کو محمد رسول اللہ کے قدموں میں ڈال کے اس آزادی سے فارغ ہو جاؤ- ہر خودروی سے باہر آجاؤ- اپنی مرضی کرنے کے جو رجحانات پائے جاتے ہیں یہاں تو ہم اپنی کریں گے، ان سب سے ان کے دائروں سے باہر آجاؤ ”اور پورا متبع اپنے مولیٰ کا ہو“ یعنی محمد رسول اللہ ان معنوں میں تمہارے مولا ہوں کہ ان کی کامل اطاعت کے دائرے میں داخل ہو- ”حق کے طالبوں کو یہ رغبت دی گئی کہ اگر نجات چاہتے ہیں تو یہ مفہوم اپنے اندر پیدا کریں-“

پس میں امید رکھتا ہوں کہ ان آیات کریمہ کی اس تفسیر سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں نے کی ہے آپ استفادہ کریں گے اور توجہ کریں گے- اپنے چھوٹے بچوں کو بھی متوجہ کریں- انابت کا جو معاملہ ہے وہ بچپن سے ہی شروع ہونا چاہئے- وہ سب بڑے یا بڈھے بھی کہہ دینا چاہئے جن کے دل میں بچپن میں کوئی رمق، اللہ کی محبت کی تھی بچپن میں خیال آیا کرتا تھا کہ ہم اللہ والے ہوں ان کو اللہ تعالیٰ گھیر گھار کے لے آیا کرتا ہے ان میں سے کسی کو بدانجام میں نے نہیں دیکھا- بدیوں میں مبتلا ہونے کے باوجود پھر آخر ان کی آخری منزل وہی ہوتی ہے جو خدا کی اطاعت کی منزل ہے- تو اپنے بچوں پر رحم فرمائیں- ان کو بچپن ہی سے انابت کا مضمون سکھائیں اور جو بے راہرو ہیں ان کو سختی سے مشکل مقامات کی طرف بلانے کی بجائے انابت کے ذریعے ان کے دل میں داخل ہوں اس کے لئے ہر دروازہ کھلا رہتا ہے- کوئی خدا کے لئے کبھی تو اللہ کی سوچا کرو، کبھی تو اس کی طرف جھکنے کی توجہ پیدا کرو کبھی تو اس کی طرف مائل ہوا کرو- یہ آواز جو ہے شاذ ہی کوئی بدبخت ہے جو اس کو رد کرے- تو اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو- ہمیں ان معنوں میں اس رمضان کی خیر و برکت کو اپنے لئے دائمی کرنے کی توفیق بخشے- (بشکریہ الفضل)

معاند احمدیت شریر اور فتنہ پرور ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اللّٰھُمَّ مَزِّقھُم کلّ ممزّق وسحّقھم تسحیقا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے.

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ- محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا- حیدر آباد
وزن کم کرنے- بڑھانے- موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک- باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں- مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں- باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے- مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

یادِ رفتگاں

برادرم ڈاکٹر خواجہ محمد افضل مرحوم آف ہموسان کشمیر

خواجہ محمد یوسف ہموسانی حال راولپنڈی پاکستان

میرے بڑے بھائی ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب اس جہانِ فانی سے جوانی کے عالم میں ہم سے جدا ہوئے۔ ہر شخص کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے لیکن خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس عارضی دنیا میں موت کے آنے سے قبل اپنے مقصد حیات کی تکمیل کیلئے جدو جہد کرتے ہیں مصائب و آلام اور حالات کے نشیب و فراز کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں اور نتائج کی پرواہ کئے بغیر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوتے ہیں۔ اصل میں تاریخ ایسے ہی لوگوں پر فخر کرتی ہے ۲۶ ستمبر ۱۹۹۲ء کو دن کے تقریباً دو بجے ہمارے پیارے اور بزرگ بھائی ایک ماہ کی مسلسل علالت کے بعد ہم سے جدا ہوئے۔ بڑا بھائی ہونے کے ناطے مجھے ان کا کافی سہارا تھا۔ اب ان کی عدم موجودگی سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں بے یارو مددگار رہ گیا ہوں۔ ویسے بھی ہم یہاں پاکستان میں دو ہی سگے بھائی تھے۔ باقی تمام خاندان ریاست جموں و کشمیر میں ہے۔ ہمارا گاؤں ہموسان صوبہ جموں میں ہے۔ یہاں بہت پرانی جماعت ہے جس کا ذکر برادرم منظور صادق صاحب نے ۲۸/ اکتوبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہونے والے الفضل میں کیا تھا۔ ڈاکٹر موصوف کی وفات کے ٹھیک ایک سال تین ماہ اور گیارہ دن قبل ہمارے والد خواجہ محمد عبد اللہ صاحب ہموسان کشمیر میں فوت ہوئے تھے۔ والد صاحب کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کو بہت عقیدت اور پیار تھا۔ ہمارے والد صاحب صوم وصلوٰۃ کے پابند۔ درویش منش اور جماعت کے ساتھ دلی فدائیت کا جذبہ رکھنے والے انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مجھے یاد ہے کہ جب ڈاکٹر صاحب کی عمر آٹھ دس سال کی تھی تو والد صاحب مرحوم نے خواب میں دیکھا کہ میرا یہ بیٹا جس کا نام محمد افضل ہے "ڈاکٹر بن گیا ہے" نامساعد حالات کے باوجود تعلیم کے میدان میں ہمارے اس بھائی نے کوشش جاری رکھی۔ میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد انٹر میڈیٹ کا امتحان ربوہ سے پاس کیا۔ اسی دوران آپ ایک دن حضرت مولوی غلام رسول صاحب رسول صاحب راجیکی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے دعا کی درخواست کی کہ میرے لئے دعا کریں کہ مجھے میڈیکل میں داخلہ مل جائے۔ دوسرے دن جب دوبارہ حضرت راجیکی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ داخلہ تو آپ کو مل جائے گا۔ مگر اس میں کچھ دیر ہے اس زمانے میں میڈیکل میں داخلہ بڑی مشکل سے ملتا تھا۔ خدا کی قدرت دیکھیں۔ ہوا بھی ایسا ہی محترم ڈاکٹر صاحب کو اس کے تقریباً ایک سال کے بعد اس وقت کے مشرقی پاکسان کے چٹاگانگ میڈیکل کالج میں داخلہ ملا۔ یہ ۱۹۶۲ء کا واقعہ ہے۔ آپ نے بڑے صبر اور عزم و استقلال سے ایم بی بی ایس کی ڈگری ہی نہیں لی بلکہ چلڈرن سپیشلسٹ کا ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔ ہماری ہموسان کی جماعت احمدیہ سے یہ پہلے ڈاکٹر ہیں۔ اس موقع پر اگر ان محسنوں کا ذکر کیا جائے جنہوں نے ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی کی یا کسی نہ کسی رنگ میں مدد کی۔ تو بے جانہ ہوگا۔ ان میں خواجہ عبد الغفار صاحب ڈار اور خاص طور پر حضرت خواجہ غلام نبی گلگار صاحب مرحوم اور ان کی بیگم صاحبہ جن کو ہم "تا ٹھی" کے نام سے یاد کرتے تھے قابل ذکر ہیں گلگار صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ نے محترم ڈاکٹر صاحب کو اپنے گھر میں رکھا۔ جس طرح بھی ہو سکا۔ ان کی پریشانی اور تکلیف کو دور کیا۔ خواجہ غلام نبی گلگار صاحب نے ہر طرح سے ڈاکٹر صاحب کی مدد کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب بھی گلگار صاحب ڈاکٹر صاحب کا تعارف کراتے تو کہتے کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے طالب علمی کے زمانے میں ہی وصیت کی تھی جس کو آخر دم تک بطریق احسن نبھایا۔ وصیت کے حساب کتاب کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔ اسلئے ان کی وصیت ہمیشہ مکمل رہتی۔

میرے بھائی ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب بچپن سے ہی سنجیدہ اور سلجھی ہوئی طبیعت کے نوجوان تھے۔ مجھے محترم عبد الغفار صاحب ڈار نے بتایا کہ ڈاکٹر محمد افضل صاحب کی تعلیم کا بندوبست ربوہ سے ہی ہو گیا تھا۔ چٹاگانگ میڈیکل کالج سے ایم بی بی ایس کرنے کے سلسلہ میں جہاں ڈاکٹر صاحب کو قابلیت کا وظیفہ ملا۔ ساتھ میں اس تمام کیریئر میں انہیں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کی جو اس زمانے میں تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے پرنسپل تھے خاص طور پر اعانت اور توجہ حاصل رہی۔ انہیں والد صاحب مرحوم کی خواہش پوری کرنے کی لگن بھی تھی۔ اس طرح وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ ایم بی بی ایس کرنے کے بعد پاکستان میں کچھ عرصہ ملازمت کی اور بطور چیف میڈیکل آفیسر کوہ نور ملز میں کام کیا۔ کچھ عرصہ راولپنڈی میں پرائیویٹ پریکٹس شروع کی۔ اس کے بعد تین چار سال ایران میں ملازمت کی۔ خمینی صاحب کے انقلاب کے بعد واپس پاکستان آئے۔ اسی دوران ۱۹۷۷ء کو قادیان تشریف لے گئے۔ جس کو ۲۷/ اکتوبر ۱۹۷۷ء کے بدر قادیان نے اس خبر کے تحت شائع کیا "محترم ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب متوطن ہموسان کشمیر" ایران سے مع اہل و عیال مورخہ ۷۷-۱۰-۲۰ کو زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے۔ موصوف کے والد محترم خواجہ احمد عبد اللہ صاحب ہموسان کشمیر سے اپنی دو بیٹیوں کے ہمراہ اپنے ایران سے آنے والے بیٹے کی ملاقات کی غرض سے ۷۷-۱۰-۹ کو قادیان آئے تھے۔ اس کے بعد بطور ڈاکٹر آپ نے راولپنڈی میں ہی کام کیا۔ جماعت کے غریب اور نادار کارکنوں کی طبی خدمت کر کے بہت خوش ہوتے تھے۔ مہمان نوازی کا بھی بہت شوق تھا۔

ہماری عمر رسیدہ والدہ ایک بھائی خواجہ نذیر احمد صاحب اور تین بہنیں ہموسان کشمیر میں ہی ہیں۔ ہماری جماعت احمدیہ ہموسان حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے ہی قائم ہے۔ الحمد اللہ ہر سال کافی تعداد میں جماعت کے احباب قادیان جلسہ سالانہ پر آتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب جن کے ذکر خیر کے طور پر میری یہ یادیں طول پکڑ رہی ہیں۔ ان کے درجات کی بلندی اور ان کے جملہ لواحقین کیلئے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کے لواحقین اہل و عیال اور جملہ احباب ہموسان کو جہاں جہاں بھی ہیں اپنے بزرگوں کے نیک نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ڈاکٹر صاحب کی تدفین ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ آپ کی نماز جنازہ غائب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت لنڈن میں بھی پڑھائی۔ غالباً ڈاکٹر خواجہ محمد افضل صاحب جماعت احمدیہ ہموسان کے پہلے وصیت یافتہ ہیں آپ کی اولاد میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو آج کل لنڈن میں مقیم ہیں۔

"مہدیٔ آخر زماں کی کاش تم سن لو پکار"

سال تھا اٹھارہ سو چورانوے بے قیل و قال | ماہ رمضان المبارک بھی بنا اک یادگار
چاند کو گرہن لگا تھا تیرھویں تاریخ... کو | اور اسی رمضان میں سورج ہوا تاریک و تار
درمیانی دن تھا اور اٹھائیسویں تاریخ بھی | دیکھ لو تم جنتری آتا نہیں گر اعتبار
اس نشاں کے بعد اب کس بات کا ہے انتظار | مہدی آخرزماں کی کاش تم سن لو پکار
آپ فرماتے ہیں کتنے درد کتنے سوز سے | اے مرے پیارو اگر ہو خیر کے امیدوار
صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے | ہیں درندے ہر طرف، میں عافیت کا ہوں حصار
ہے یہ ارشادِ مسیح و مہدی آخر زماں | جو حَکَم بھی اور عَدَل بھی تھے بفیض کردگار
میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر | میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار
اِک زماں کے بعد اب آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا | پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے | سر زمین ہند میں چلتی ہے نہر خوشگوار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح | خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

اے سلیم حق نوا ہو مستعد بہر خدا
اِس پیام حق کو پھیلاتا بہ حد اختیار

سلیم شاہجہانپوری

ارشاد نبوی ﷺ

اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ

ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔

منجانب: مجلس انصار اللہ... جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا۔

آٹو ٹریڈرز

Auto Traders

16 بینٹنک سٹریٹ کلکتہ 700001

فون نمبر: 2430794,241652,248522

STAR

☎ 543105

CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY

KANPUR-1- PIN 208001

GURANTED PRODUCT

NEVER BEFORE

THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT

A TREAT FOR YOUR FEET

Soniky

HAWAI

NIR

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD

34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

خدمت خلق کا شیریں پھل

(چودھری عبدالحمید لاہور)

جون ۱۹۷۴ء کی بات ہے ان دنوں میں نون پاکستان لمیٹڈ بھلوال ضلع سرگودھا میں بطور منیجر ملازم تھا۔ ایک روز دوپہر کے وقت مجھے نون شوگر ملز جو ہماری فیکٹری سے قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ہے ایک کام کے لئے جانا پڑا۔ ان دونوں فیکٹریوں کے مالک فیروز خان نون کے بیٹے ہیں نون شوگر ملز کے قریب میں نے ایک فوجی کو سڑک کے کنارے کھڑے دیکھا۔ اس کا چھوٹا سا سوٹ کیس بھی اس کے قریب رکھا تھا۔ اس کو دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ وہ کسی بس کی انتظار میں کھڑا ہے۔ اسے شاید اس بات کا علم نہیں تھا کہ وہاں سے کوئی بس نہیں گزرتی اپنا کام کرنے کے بعد میں جب واپس اسی رستہ سے گزرا تو اسے وہیں کھڑا دیکھ کر میں نے اپنی کار اس کے قریب روک کر اس سے دریافت کیا کہ وہ وہاں کیسے کھڑا ہے۔ میرا شک درست نکلا۔ وہ جھنگ جانے کے لئے کسی بس کے انتظار میں تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ اس رستہ پر بسیں نہیں چلتیں۔ میں نے انسانی ہمدردی کے تحت اسے کہا کہ وہ میری کار میں بیٹھ جائے میں اسے بس کے اڈہ جو وہاں سے ڈیڑھ میل دور تھا تک پہنچا دیتا ہوں۔ وہاں سے اسے سرگودھا جانے کے لئے بس مل جائے گی پھر سرگودھا سے جھنگ جانے والی بس میں سوار ہو جائے جب وہ میری کار میں سوار ہو گیا تو میں نے اس سے پوچھا کہ وہ کہاں سے آرہا ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ فوج میں صوبیدار ہے اور آزاد کشمیر کے کسی علاقہ میں متعین ہے۔ وہ چھٹی پر اپنے گھر جو جھنگ کے قریب ایک گاؤں میں ہے جا رہا ہے۔ بس میں سفر کے دوران کسی نے اس کے جیب کاٹ لی ہے اس طرح وہ اپنی تین ماہ کی تنخواہ جو اس کی جیب میں تھی سے محروم کر دیا گیا ہے اب اس کے پاس ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں ہے۔ پہلے وہ سادہ کپڑوں میں سفر کر رہا تھا۔ لیکن جیب کٹنے کے بعد اس نے اس خیال سے اپنی فوجی وردی پہن لی ہے کہ سفر کے دوران بس کنڈکٹر اس کی روائیداد سن کر شائد اس سے کرایہ طلب نہ کرے۔ صوبیدار صاحب کی یہ بات سن کر مجھے ان سے ہمدردی پیدا ہو گئی ایک تو انسانیت کے ناطے سے اور دوسری اس وجہ سے وہ میرا ہم وطن تھا (میرا آبائی وطن جھنگ شہر ہے) جب وہ اپنی کہانی سنا رہا تھا تو میں نے اس امر کا فیصلہ کر لیا تھا کہ بجائے بس اڈہ پر لے جانے کے میں اسے اپنے گھر لے جاؤں گا اسے دوپہر کا کھانا کھلانے کے بعد بس پر سوار کراؤں گا۔ اتنی دیر میں میں اپنی کوٹھی جو ہماری فیکٹری سے ملحقہ تھی پہنچ گیا۔ اس کا ہاتھ منہ دھلوانے کے بعد میں نے انہیں کھانا پیش کیا۔ کھانا کے دوران اس نے مجھ سے پوچھا کہ "آجکل مرزائیوں کے خلاف جو تحریک چل رہی ہے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے" میں نے اسے بتایا کہ میں خدا کے فضل سے احمدی ہوں اور یہ بھی بتایا کہ ہم مرزائی کا لفظ پسند نہیں کرتے ہماری جماعت کا نام جماعت احمدیہ ہے اور ہم احمدی کہلاتے ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ قدرے شرمندہ ہوا اور اس نے معذرت کر لی۔ اس کے بعد میں نے اسے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارے میں بتایا۔ اس نے کچھ وضاحتیں پوچھیں جن کا میں نے اپنی طرف سے اسے تسلی بخش جواب دیا۔ چونکہ اس نے ایک لمبا سفر کرنا تھا اس لئے میں نے اسے کہا کہ وہ اپنی فوجی وردی اتار کر دوسرے کپڑے پہن لے تا اس کا سفر آرام دہ گزرے۔ اس کے بعد میں نے اسے سرگودھا جانے والی بس پر سوار کرایا اور سفر کے لئے مبلغ پچاس روپے دیئے۔ ان دنوں بھلوال سرگودھا بس کا کرایہ غالباً تین یا چار روپے تھا۔ وہ میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنی منزل کی جانب چلا گیا۔

اس واقعہ کے قریباً دو ہفتوں بعد ایک دن وہی صوبیدار صاحب اپنی بیگم کے ہمراہ میرے دفتر میں آئے۔ ان کی بیگم کو میں نے اپنی کوٹھی پر بھجوا دیا اور ان کی خیر خیریت پوچھنے کے بعد ان سے دریافت کیا کہ وہ کیسے تشریف لائے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ اپنے گھر پہنچ کر اپنی بیوی اور گھر کے دیگر افراد کو سفر کے دوران جو کچھ ان کے ساتھ ہوا تھا کی تفصیل سنانے کے بعد میرے بارے میں بھی بتایا اور احمدیت کے بارے میں بھی بتایا۔ اس کی بیوی گاؤں کے بچوں کو کلام الٰہی پڑھاتی ہے۔ اس نے بتایا کہ چند دنوں سے اسے خواب میں ایک آواز سنائی دیتی ہے جو اس کے خیال میں کلام الٰہی کی کوئی آیت ہے۔ جب اس نے مجھے وہ سنائی تو میں نے انہیں بتایا کہ یقیناً یہ کلام الٰہی ہے اور اس کے معنی ہیں "ہم انہیں "عذاب" کا مزہ چکھا دیں گے" جب چند مرتبہ یہی آواز اس کی بیوی نے سنی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ مجھے ملیں۔ اس لئے وہ بھلوال آئے ہیں۔ کچھ دیر بعد اس نے جذبات سے مغلوب ہو کر کہا کہ میں نے سفر کے دوران لوگوں کا سلوک دیکھا ہے اور آپ (یعنی میرا) کا رویہ بھی دیکھا جس میں عزت اور پیار تھا اسی لئے میری بیوی اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہو جائیں۔ میں نے انہیں بتایا کہ یہ بہت کٹھن راہ آپ خود ہی دیکھ رہے ہیں کہ احمدیوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میں نے مزید کہا کہ آپ جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کریں مزید تحقیق کر لیں۔ لیکن وہ بضد رہے کہ انہیں کسی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے۔ بالآخر انہوں نے میری اس بات سے اتفاق کیا کہ وہ جھنگ واپس جا کر مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ سے رابطہ کریں اور پھر جو فیصلہ کرنا ہو وہ کریں۔

میرے ہاں ایک رات قیام کرنے کے بعد وہ واپس چلے گئے۔ واپس جانے سے پہلے انہوں نے ۵۰/ روپے واپس کرنے پر اصرار کیا لیکن میں نے وہ رقم واپس نہ لی۔

(الفضل ربوہ ۲۶/ نومبر ۱۹۹۶)

"تنظیم بلا امام ممکن نہیں"

خطبات "حکیم الاسلام" سے ایک فکر انگیز اقتباس

(سید قیام الدین برق مبلغ لکھنؤ)

آپ جانتے ہیں کہ نظم و تنظیم بغیر امام کے نہیں ہوتی ہے۔ مثلاً اگر تسبیح میں ایک ہزار دانے ہیں مگر امام نہ ہو جسے "القند" کہتے ہیں وہ ایک لمبا دانا ہوتا ہے تسبیح کے درمیان وہ اگر بیچ میں نہ ہو تو وہ تسبیح نہ ہو گی بلکہ مالا کہلائے گی اگر تسبیح بھی بنانی ہے تو ایک گرہ بیچ میں ضرور ہونی چاہئے جسے آپ امام کہیں گے۔ اسی سے سارے دانے جڑے ہوئے ہوں گے وہ گرہ آپ اگر کھول دیں تو سارے دانے بکھر جائیں گے۔ جھاڑو میں ہزاروں سینکیں ہوتی ہیں ایک سینک کو آپ چٹکی سے مسل دیں تو وہ ٹوٹ جائے گی لیکن اگر بندھن باندھ کر جھاڑو بنائیں تو گھر کا کوڑا کباڑ آدھ گھنٹے میں صاف کر دیں گی۔ ایک سینک یہ کام نہیں کر سکتی ہے ساری سینکیں مل کر پھینکیں گی اور ملنے کی شرط یہ ہے کہ ان میں بندھن بندھے وہی بندھن ان کا امام ہے اگر ان میں بندھن نہ ہو تو وہ منتشر ہو جائیں گی بکھر جائیں گی۔ کوڑا کباڑ تو کیا صاف کرتیں وہ خود کباڑ بن جائیں گی لیکن اگر بندھن باندھ دیا اور ایک ڈورے کے تابع کر دیا ان کو تو سارے گھر کا کوڑا صاف ہو جائے گا اور وہ جھاڑو ایک جگہ رکھی موزوں نظر آئے گی گویا کہ صاف کرنے کا آلہ موجود ہے۔ جو بڑے سلیقہ سے رکھا ہوا ہے بغیر امام و بندھن کے نظم قائم نہیں ہو سکتا ہے اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے ہر چیز میں اس نے نظم قائم کیا ہے کہ جماعت سے نماز پڑھو اور جماعت کے اندر بھی ترتیب قائم کی ہے کہ امام کیا کرے گا اور تم کیا کرو گے امام کیا پڑھے گا اور تم کیا پڑھو گے اس میں تمہیں آزادی نہیں بلکہ ایک نظم کے تحت نماز پوری کرنی ہو گی حدیث شریف میں ہے اذا قال الامامُ ولا الضالّین قُولُوا آمین یہ حدیث کا آخری ٹکڑا ہے مطلب یہ کہ جب امام اللہ اکبر کہے سب اللہ اکبر کہو جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو وہ قیام کرے تم بھی قیام کرو اور جب امام ولا الضالین کہے تم آمین کہو اور جب وہ سلام پھیرے تو تم بھی سلام پھیرو۔ تو تم کلیتاً امام کے تابع ہو ہر نقل و حرکت میں اگر تم تابع نہ ہوئے اور اطاعت نہ کی تو آپ جماعت سے الگ ہو جائیں گے اگر آپ نے امام سے پہلے سلام پھیر دیا تو بس گئی آپ کی نماز اگر آپ امام سے پہلے سجدے سے فارغ ہو گئے بس گئی آپ کی نماز اسلئے کہ آپ امام سے منحرف ہو گئے جماعت کی نماز بن نہیں سکتی جب تک آپ اطاعت کا حل نہ کریں۔ لیکن انفرادی طور پر بھی اللہ نے اجازت دی ہے کہ پڑھ لیا کرو جتنی چاہو پڑھو لیکن جماعت سنت مؤکدہ ہے اور بعض ائمہ کے یہاں واجب قرار دی گئی ہے اور بعض کے یہاں فرض ہے کہ اگر نماز باجماعت ترک کر دی تو وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو قتل کر دو یا جیل میں ڈال دو۔ امام ابو حنیفہؒ کے یہاں یہ سہولت ہے کہ وہ جماعت کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں جو قریب قریب واجب کے ہوتی ہے۔ تو جماعت بن نہیں سکتی جب تک امام نہ ہو اور امام امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ سب مطیع نہ ہوں۔ امام بنا دیا اور مقتدی کھڑے ہو گئے لیکن کوئی تکبیر کہتا ہے تو کوئی تکبیر کے بجائے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا ہے کسی نے سجدہ کیا تو کسی نے رکوع کیا کسی نے مغرب کی طرف منہ کیا کسی نے مشرق کی طرف منہ کیا تو امام ہوا نہ ہوا برابر ہے امام جب بھی بنتا ہے کہ جب سب مطیع ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر امیر مقرر کر دیا جائے کسی ایسے جشی غلام کو جس کے ہاتھ پیر بھی کٹے ہوئے ہوں (حدیث) اگر کوئی صورت وجاہت نہ ہو اور قوم مل کر اسے امیر بنا دے تو مامورین پر سمع و طاعت فرض ہے اس کے خلاف مت کرو امت کا نظم جب بھی باقی رہ سکتا ہے نماز فرض کی تو اس میں جماعت کا حکم دیا اور جماعت کیلئے امام بنانے کی لازمی طور پر ضرورت پڑے گی۔

(خطبات حکیم الاسلام جلد نمبر ۹) (حضرت اقدس عارف باللہ حکیم الاسلامی مولانا قاری طیب صاحب رحمت اللہ)

افسوس! مکرم مستری محمد دین صاحب درویش قادیان وفات پاگئے

احباب جماعت کو نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم مستری محمد دین صاحب درویش ابن مکرم میاں عمر الدین صاحب مرحوم ۳۱/ مارچ کو بوقت دو بجے دوپہر وفات پاگئے۔ اِنَّاللہِ وَ اِنَّا اِلَیہِ راجعون۔

مرحوم ابتدائی ۳۱۳ درویشوں میں سے تھے۔ ساری عمر مرکز سلسلہ میں خدمت پر وقف رہے بالخصوص آخری عمر تک تعمیرات کے کاموں پر مامور رہے۔ موصوف کو سانس کی تکلیف تھی اور دل کا عارضہ بھی لاحق تھا۔ اس کے باوجود وفات سے قبل تک مجلس انصار اللہ بھارت کی نئی تعمیر ہو رہی بلڈنگ کی نگرانی کے لئے وقت دیتے رہے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند نیک، حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے محبت اور اخلاق سے ملتے تھے۔ اس وجہ سے غیر مسلم احباب کا وسیع حلقہ بھی آپ کو عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

۹۵ء میں موصوف کو اپنے بڑے بیٹے مکرم مولانا حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ کی اچانک وفات پر بہت صدمہ پہنچا تھا اُس موقع پر مرحوم نے نہایت ہی صبر کا نمونہ پیش کیا۔ اور افراد خاندان کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔

مکرم حمید الدین صاحب مرحوم کے علاوہ موصوف کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں جو سب شادی شدہ اور صاحبِ اولاد ہیں اور اللہ کے فضل سے سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مکرم رشید الدین صاحب پاشا بحیثیت صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ و نگران دعوت الی اللہ پنجاب و ہماچل اور مکرم وحید الدین صاحب شمس افسر لنگر خانہ اور نگران تبلیغی اُمور صوبہ جموں و کشمیر سلسلہ کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اسی طرح آپ کی اہلیہ مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کو بھی لجنہ کی تنظیم میں مختلف رنگ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ آپ کی دو بیٹیاں برہ پورہ بہار میں بیاہی ہوئی ہیں۔

اگلے روز یکم اپریل کو بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم صاحب نے مرحوم کی نماز جنازہ، جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں پڑھائی اور قطعہ درویشان قادیان میں تدفین عمل میں آئی۔

احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم درویش کی مغفرت فرمائے اور جنّت الفردوس میں جگہ دے اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرتے ہوئے ان کے نیک نمونہ پر چلنے کی توفیق بخشے۔ (ادارہ)

دعائے مغفرت

مکرمہ امتہ الباسط نعیمہ صاحبہ اہلیہ مکرم احمد عبدالحکیم صاحب آف حیدر آباد مورخہ ۲۹/۳/۹۷ کو شدید نمونیہ کا حملہ ہونے کے باعث وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجعون۔ مرحومہ نیک، پابند صوم و صلوٰۃ۔ مہمان نواز غریب پرور اور دُعا گو تھیں مرحومہ کی یادگار ایک دس سالہ بیٹی رَاضیہ نسیم ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے اور ان کے شوہر اور بیٹی عزیزہ راضیہ نسیم اور تمام لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔ (بشارت احمد حیدر قادیان)

امتحان دینی نصاب انصار اللہ بھارت

بابت سال ۱۹۹۷ء

جملہ اراکین مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ امسال انصار اللہ بھارت قادیان کی طرف سے دینی نصاب کا امتحان انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۳۱/ اگست ۱۹۹۷ء بروز اتوار ہوگا۔ جملہ اراکین ابھی سے اس کی تیاری شروع کردیں تا امتحان بروقت ہو سکے۔ زعماء کرام اس ضمن میں اراکین کو کماحقہ، تعاون دیں اور درس و تدریس کا مناسب انتظام فرمائیں۔ ناظمین اور مبلغین و معلمین سے بھی اس تعلق سے کماحقہ تعاون کی امید کی جاتی ہے۔ دینی نصاب کی تفصیل اس طرح ہے :۔

۱۔	قرآن مجید باترجمہ پارہ والمحصنت سورۃ النساء آیت ۵۸ تا ۱۰۱	نمبر ۵۰
۲۔	کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی سوال دوئم تا پنجم	نمبر ۲۵
۳۔	دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ ۸۵ تا ۱۳۲	نمبر ۲۵

نوٹ :۔ اپنے طور پر مطالعہ کیلئے سال رواں کے دوران "ضرورۃ الامام"۔ تحفہ قیصریہ "کتب مقرر کی گئی ہیں۔ ان کا امتحان نہیں لیا جائے گا۔

دینی نصاب کا امتحان حسب ذیل طریق کے مطابق لیا جائے گا۔

شق نمبر ۱ :۔ صف دوم کے انصار سے باقاعدہ معروف طریق کے مطابق لیا جائے گا۔

شق نمبر ۲ :۔ صف اول کے انصار کو (OPEN BOOK EXAMINATION) کی رعایت دی جاتی ہے۔

البتہ ان میں سے جو انصار شق نمبر ۳ کے معیار کے مطابق امتحان دینا چاہیں انہیں اجازت ہے۔

شق نمبر ۳ :۔ مندرجہ بالا دونوں شقوں کے علاوہ جو انصار کسی معذوری کے باعث اگر پرچہ جات نہ لکھ سکتے ہوں اُن سے زبانی امتحان لیا جائے گا۔ تاکہ اس طرح زیادہ سے زیادہ تعداد میں انصار دینی کتب کا مطالعہ کر کے اپنی دینی معلومات بڑھا سکیں۔ اس سال اس امتحان کی تاریخ ۳۱ اگست آخری اتوار مقرر کی گئی ہے۔

جملہ زعماء کرام اپنی اپنی مجالس انصار اللہ کے اراکین کی تعداد سے جو امتحان میں شرکت کریں گے دفتر ھذا کو جلد مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کے مطابق انتظامات کئے جا سکیں۔ اوپر جن کتب کا ذکر کیا گیا ہے۔ مجالس کی طرف سے آرڈر ملنے پر قیمتاً مہیا کی جا سکتی ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ اراکین مجالس کو اس دینی امتحان میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(قائد مجلس انصار اللہ بھارت قادیان)

انعامی مقابلہ مضمون نویسی

از طرف مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

چوتھا سالانہ مقابلہ مضمون نویسی مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت بابت سال ۹۷-۱۹۹۶ء کے لئے عنوان "MTA کے ذریعہ عوام الناس کو فوائد" مقرر کیا گیا ہے۔ شرائط درج ذیل ہیں :۔

۱۔ مضمون اپنی اپنی علاقائی زبان میں لکھا جا سکتا ہے۔

۲۔ تعداد الفاظ کم از کم تین ہزار (۳۰۰۰) ہونے چاہئے۔

۳۔ مضمون کاغذ کے ایک طرف تحریر کریں اور دونوں اطراف حاشیہ برابر چھوڑیں۔

۴۔ قرآن کریم، احادیث کی عبارت خوشخط اور باحوالہ نیز دیگر کتب کے حوالہ جات مکمل ہوں۔

۵۔ مضمون نویس اپنا نام ولدیت و مکمل پتہ نیز ناظم اطفال کی تصدیق ضرور کروائے۔

۶۔ مضمون بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱/ جولائی ۱۹۹۷ء ہے بعد میں موصول ہونے والے مضمون قابل قبول نہ ہونگے۔

انعام : اول انعام۔/۲۰۰ روپے دوم انعام۔/۱۵۰ سوم انعام۔/۱۰۰

اس مقابلہ میں زیادہ سے زیادہ اطفال کو شامل کرنے کی کوشش کریں۔ قائدین و ناظمین مجالس سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(سیکریٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

نمایاں کامیابی و درخواست دعا

عزیزم محمد سدیم ابن محمد شمیم ساہی صاحب آف جمشید پور نے انگلش میڈیم سے گریجویشن میں نہ صرف پولیٹیکل سائنس میں آنرس کے ساتھ فرسٹ کلاس کا درجہ حاصل کیا ہے بلکہ اپنے کالج کریم سٹی کالج میں Top بھی کیا ہے۔ احباب جماعت سے اس کامیابی کے دینی و دنیوی ترقیات کا باعث بننے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر ۲۵ روپے۔

(مینیجر ہفت روزہ بدر)

اعلان نکاح

مکرمہ نصرت خانم صاحبہ بنت مکرم عارف احمد خان صاحب ساکن عادل آباد کا نکاح مکرم محمد منہاج الدین صاحب ابن مکرم محمد عبدالسمیع صاحب مرحوم ساکن حیدر آباد کے ساتھ مبلغ دس ہزار ۱۰۰۰۰ روپے حق مہر پر مکرم ظہیر احمد خان پرویز صدر جماعت احمدیہ عادل آباد نے ۹۷-۲-۱۰ کو عادل آباد میں پڑھا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ خوشی کے اس موقع پر مکرم عارف احمد خان صاحب نے مبلغ ۱۰۰ روپے اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (بشارت احمد حیدر شعبہ رشتہ ناطہ قادیان)

☆ مکرم مولوی قریشی بشیر احمد صاحب ابن مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب مرحوم آف قادیان کا نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے مورخہ ۹۷/۳/۷ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں مکرمہ شاہدہ تبسم صاحبہ بنت محمد سلیمان صاحب آف قادیان سے مبلغ ۲۰۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھایا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

پلاسٹک پھیپھڑوں کا استعمال برطانوی سائنس دانوں کی نئی ایجاد

سائنس دان پلاسٹک کا پھیپھڑا ڈیویلپ کر رہے ہیں تاکہ ہزاروں لوگوں کی جانیں بچائی جا سکیں جنہیں پھیپھڑوں کی قلت کی وجہ سے ان کا روپن نہ ہونے کے پیش نظر موت کا سامنا ہے۔ سائنس دانوں نے اس معاملہ میں نمایاں پیش رفت کرتے ہوئے سور میں پلاسٹک کا پھیپھڑا لگایا جو ۲۴ گھنٹے سانس لیتا رہا۔ انسان پر تجربہ کی تیاری کے سلسلہ میں مئی میں اس کا بھیڑ پر تجربہ کیا جائیگا۔ سائنس دانوں کو امید ہے کہ لوگ ۵ سالوں کے اندر اس ایجاد سے مستفید ہو سکیں گے۔ اس سے مریضوں کی زندگی بڑھے گی۔ ہر سال نمونیہ سردی لگنے اور سگریٹ نوشی سے ۳۶ ہزار لوگ مر جاتے ہیں۔ پھیپھڑے اور دل کے روپن سے ۱۳۰ سے بھی کم زندگیاں بچائی جاتی ہیں۔ پلاسٹک پھیپھڑے کو جس کا سی ڈی پلستر جیسا سائز ہوتا ہے چھاتی کے خول میں رکھ دیا جاتا ہے اور ہڈیوں کے ذریعہ جن میں آکسیجن بھی ہوتی ہے خون پہنچایا جاتا ہے مریضوں کو اپنے ساتھ آکسیجن سلنڈر لے جانا پڑے گا جس کی وجہ سے ان کی نقل و حرکت محدود ہو جائے گی لیکن انہیں مصنوعی عمل منتقل کا آلہ لے جانے کی ضرورت نہ ہوگی۔

پاکستان پنجاب میں مذہبی تشدد کی انتہا

شیعہ سنی تصادموں پر قابو پانے کیلئے ۵ ہزار پولیس کارکنوں کی بھرتی

اخبارات میں شائع شدہ خبروں کے مطابق مغربی پنجاب میں مذہبی تشدد پر قابو پانے کیلئے مزید ۵ ہزار پولیس بھرتی کئے جائیں گے۔ حالیہ ہفتوں کے دوران شیعہ اور سنی مسلمانوں کے ملی ٹینٹ گروپوں میں تصادموں میں ۴۰ سے زیادہ لوگ مارے جا چکے ہیں تشدد گزشتہ جنوری میں لاہور میں احاطہ کچہری سے شروع ہوا تھا جہاں بم دھماکہ میں ملی ٹینٹ مذہبی سنی لیڈر سمیت ۲۵ اشخاص مارے گئے تھے اور الزام لگایا گیا تھا کہ یہ دھماکہ شیعہ ملی ٹینٹ گروپ نے کیا تھا۔ ملی ٹینٹ سنی تنظیم سپہ صحابہ نے لاہور میں ایرانی انفرمیشن آفس پر بھی حملہ کیا تھا سپہ صحابہ نے شیعہ مسلمانوں کو غیر مسلم قرار دے رکھا ہے۔ اور ایران پر الزام لگایا ہے کہ وہ شیعہ مسلم ملی ٹینٹوں کو ٹریننگ دے رہا ہے اور مسلح کر رہا ہے اس نے یہ بھی مانگ کی ہے کہ پاکستان ایران کے ساتھ تعلقات منقطع کرلے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے کہا ہے کہ نسلی تشدد اور دہشت پسندی سے نپٹنے کیلئے پولیس میں ۵ ہزار نوجوان بھرتی کئے جائیں گے۔ اخبار ڈیلی نیوز میں شائع ہوا ہے کہ امن و انتظام بر قرار رکھنے کیلئے کئی تجاویز پر غور ہو رہا ہے پاکستان کی ۱۴ کروڑ مسلم آبادی میں بیشتر لوگ سنی مسلمان ہیں جہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ شیعہ اور سنی مسلمانوں میں کئی سالوں سے تصادم ہو رہے ہیں اور ان میں دونوں طرف سے کئی لیڈر اور ورکر مارے جا چکے ہیں۔

تعلیمی و تربیتی نصاب مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

سال ۹۷-۹۶ کیلئے مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت کیلئے درج ذیل پندرہ روزہ تربیتی نصاب مقرر کیا گیا ہے۔ ماہ اپریل میں سہولت کے مطابق تاریخ مقرر کرلیں اور دفتر کو ۱۵/ مئی ۹۷ تک ضرور رپورٹ ارسال کریں۔

صف اوّل :۔ (گیارہ تا پندرہ سال کے اطفال کیلئے)

☆۔ قرآن کریم : آخری دس سورتیں مع ترجمہ۔

☆۔ حدیث "کتاب چہل حدیث" ابتدائی بیس (۲۰) احادیث مع ترجمہ۔

☆۔ نماز مکمل مع ترجمہ ☆۔ سیرت حضرت مصلح موعودؓ۔

☆۔ نظم (حمد و ثنا اسی کو جو ذات جاودانی) ۱۰ اشعار (زبانی)

☆۔ عہد اطفال الاحمدیہ۔ ارکان ایمان۔ اذان مع ترجمہ۔ نماز جمعہ اور اس کے آداب۔

☆۔ اذان کے بعد کی دعا۔ سونے سے پہلے اور جاگنے کے بعد کی دعا نماز جنازہ کی دعا۔

صف دوم :۔ (سات تا دس سال کے اطفال کیلئے)

☆۔ قرآن کریم : آخری پانچ سورتیں سادہ۔

☆۔ حدیث "کتاب چہل حدیث" ابتدائی دس احادیث مع ترجمہ۔

☆۔ نماز سادہ مکمل ☆۔ سیرت حضرت ابو بکر صدیقؓ۔

☆۔ نظم (ہے دست قبلہ نما لاالہ الا اللہ) خلیفہ ثانیؓ ۶ اشعار (زبانی)

☆۔ ارکان اسلام۔ وضو کرنے کا طریق۔ مسجد کے آداب۔ ☆۔ کھانا کھانے کے پہلے اور بعد کی دعا۔

☆۔ سفر کیلئے نکلتے وقت کی دعا۔

☆۔ والدین کے لئے رحمت کی دعا۔

اللہ تعالیٰ آپ کو احسن رنگ میں اطفال کی تربیت اور سلسلہ کی اعلیٰ خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(سیکریٹری تربیت مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت)

ولادت

مکرم محمد مقبول حامد صاحب معلم وقف جدید کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۹۷/۴/۷ کو پہلی بچی سے نوازا ہے۔ نومولودہ مکرم غلام قادر صاحب کوریل کشمیر کی پوتی اور مکرم عبداللطیف صاحب پونچھ کی نواسی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت نومولودہ کا نام "شازیہ مقبول" تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ کے نیک صالحہ خادمہ دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ (مینیجر بدر)

تقریب رخصتانہ

مورخہ ۹۷/۲/۲۶ کو مکرم انیس احمد خان صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ ابن مکرم بابو خان صاحب آف ننگلہ گھنو (یوپی) کی تقریب رخصتانہ مکرمہ خالدہ پروین صاحبہ بنت مکرم اختر احمد صاحب پردھان امپیڈہ عمل میں آئی۔ رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ (شان محمد)

Muslim TV AHMADIYYA INTERNATIONAL

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل

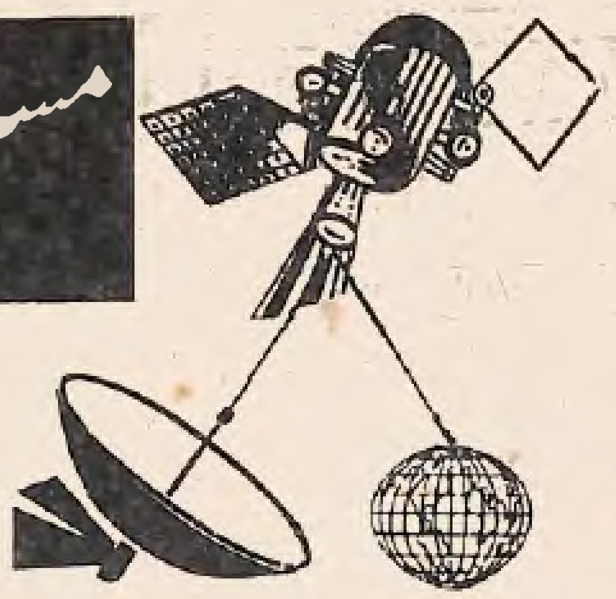

چوبیس 24 گھنٹے کی نشریات

زاویہ --- اور تفصیل پروگرام

الحمد للہ کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) کے پروگرام 26 مئی 1996ء سے مسلسل چوبیس (24) گھنٹے کیلئے جاری ہیں۔ ان پروگراموں میں تلاوتِ قرآن مجید، احادیث نبویہ ﷺ اور سیرۃ النبی ﷺ سے متعلق سلسلہ وار پروگرام شامل ہیں۔ ساتھ ساتھ زبانیں سکھانے اور سپورٹس۔ عالمی خبروں۔ صحت و زندگی سے متعلق طبّی معلومات اور لجنہ اماء اللہ کے خانہ داری کے پروگرام۔ اسی طرح بچوں کی دلچسپیوں کیلئے بھی کئی معیاری پروگرام دینی کی مختلف زبانوں میں نشر کئے جا رہے ہیں۔

اس کے علاوہ بعض خصوصی پروگرام بھی ہیں جن میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنے ایمان افروز ارشادات سے نوازتے ہیں۔ ذیل میں ہم ان پروگراموں کے اوقات اور دن لکھ رہے ہیں۔ احباب جماعت ان پروگراموں سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ دیگر غیر از جماعت افراد کو بھی ان پروگراموں میں شریک کریں۔

دن	وقت ہندوستانی	پروگرام
جمعۃ المبارک	6-30 شام	خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ۔ مسجد فضل لندن سے براہ راست پیش کیا جاتا ہے۔ (ایک گھنٹہ کے لئے) یہ خطبہ اگلے دن صبح سوا گیارہ بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے۔
جمعۃ المبارک	7-40 شام	"مُلاقات" حضور ایدہ اللہ اردو بولنے والے احباب کے دینی علمی اور تحقیقی سوالات کے جواب ارشاد فرماتے ہیں۔
ہفتہ	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بچوں کے ساتھ دینی مجلس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ وقت ایک گھنٹہ۔
اتوار	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ انگریزی بولنے والے احباب کے دینی۔ علمی اور تحقیقی سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے ہیں۔
سوموار	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد فرماتے ہیں۔ جس میں اردو ترجمہ کے علاوہ مختصر علمی اور تحقیقی، روح پرور تفسیر ارشاد فرماتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح 10.15 بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
منگل	7-30 شام	(ایضاً)
بدھ	7-30 شام	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہومیوپیتھی ادویہ اور طریق علاج سے متعلق مفید معلومات سے نوازتے ہیں۔ (یہ پروگرام اگلے روز صبح 10.15 بجے دوبارہ نشر ہوتا ہے)
جمعرات	7-30 شام	(ایضاً)

حضور انور کے مذکورہ تمام پروگرام "ملاقات" عنوان کے تحت معین دن کے علاوہ اگلے روز پھر صبح 3.30 بجے سے 4.30 بجے اور پھر 10.15 بجے سے 11.15 بجے مکرر نشر کئے جاتے ہیں۔ ان کے علاوہ چوبیس 24 گھنٹے میں تین مرتبہ عرب بھائیوں کیلئے خصوصی پروگرام "لقاء مع العرب" کے نام سے نشر ہوتا ہے۔ یعنی صبح 6.30 بجے سے 7.30 بجے تک پھر 2.30 بجے بعد دوپہر سے 3.30 بجے تک اور رات کو 9.30 بجے سے 10.30 بجے تک

تفصیل پروگرام : پروگراموں کی تفصیل ہر چھ چھ گھنٹے بعد تین مرتبہ بتائی جاتی ہے۔ صبح 11.15 بجے۔ شام کو 5.15 بجے۔ اور رات 11.15 بجے۔

زاویہ : 53 ڈگری جانب مشرق۔ (اسی ڈائریکشن پر NEPC, TVi, ASIANET, SUNTV بھی آتے ہیں)۔

ویڈیو فریکوئنسی : 4177.50 Mhz

Polarity Left Hand Circular for Signal (M.T.A)

آڈیو فریکوئنسی :

اردو۔	URDU	6.50Mhz
انگریزی۔	ENGLISH	7.02Mhz
عربی۔	ARABIC	7.20Mhz
جرمن۔ بنگلہ۔	GERMAN&BANGALA	7.38Mhz
فرنچ۔	FRENCH	7.56Mhz
ترکش۔	TURKISH	8.10Mhz
انڈونیشین۔	INDONESION	7.92Mhz
ڈچ۔	DUTCH	7.74Mhz

مزید معلومات کیلئے رابطہ قائم کریں

"انچارج شعبہ سمعی بصری"

محلّہ۔ احمدیہ قادیان۔ ضلع گورداسپور۔ پنجاب انڈیا

ٹیلی فون (o)۔ 01872-20749

فیکس (o)۔ 01872-20105

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | ✆ 01872- 20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY. | APRIL 24 th 1997 | ISSUE NO 17

ہومیو پیتھی طریق علاج کے متعلّق آسان اور مُفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے

ہومیو پیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۲۵)

سسٹس کیناڈینسس

CISTUS CANADENSIS

(Rock Rose)

سسٹس ایک پھولوں کے پودے سے تیار کی جانے والی دوا ہے جو برفانی علاقوں میں اُگتا ہے۔ اس لئے یہ بہت سرد مزاج دوا ہے۔ ہر بیماری میں ٹھنڈک کا احساس پایا جاتا ہے۔

سسٹس بہت گہرا اثر کرنے والی اینٹی سورک دوا ہے یعنی وہ دوا جس کا تعلق جلدی بیماریوں سے ہو۔ وہ لوگ جنہیں جلدی امراض کا مادہ مغلوب کرچکا ہو انہیں سورک مریض کہا جاتا ہے۔ ایسے امراض میں اندرونی جھلیاں اور غدودیں بھی متاثر ہوتی ہیں لیکن یہ انسانی جسم میں سب سے نمایاں اثر بیرونی و اندرونی سطح پر دکھاتی ہیں۔ بیرونی سطح یعنی جلد پر اور اندرونی سطح یعنی گردوں، پھیپھڑوں، معدے اور رحم کی جھلیوں پر ظاہر ہونے والی بیماریاں سورا کی بیماریاں کہلاتی ہیں۔ بیرونی اور اندرونی جلد کی بیماریاں آپس میں ادلتی بدلتی رہتی ہیں۔ اگر جلدی امراض کو کسی طریقہ علاج سے دبا دیا جائے تو یہ غدوددوں کی اندرونی جھلیوں میں منتقل ہو جاتی ہیں اور ان سے نکلنے والی رطوبت پر اثرانداز ہو کر خطرناک شکل اختیار کر لیتی ہیں وہاں سے ان کی جڑ کو ختم کرنا دقت طلب امر ہے۔ سسٹس بھی ان دواؤں میں شامل ہے جو سورا کی بیماریوں کو جڑ سے اکھیڑنے میں مدد دیتی ہیں اس لحاظ سے یہ بہت اہم دوا ہے۔ کلکیریا کے مقابلہ میں قدرے نرم مزاج رکھتی ہے لیکن بعض بیماریوں میں کلکیریا سے بہتر کام کرتی ہے اور غدوددوں پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ انتڑیوں کی بیماریوں میں بہت مفید ہے اگر کسی کو اسہال ہو جائیں اور کسی دوا سے آرام نہ آئے غدوددوں میں بھی سوزش ہو تو سسٹس بہترین دوا ہے۔ اسی طرح پرانے نزلے کے مریض جو سسٹس کی بعض دوسری علامات بھی رکھتے ہوں وہ کسی اور دوا سے ٹھیک نہیں ہونگے۔ اس کے مریض عموماً ڈھیلے ڈھالے جسم کے مالک اور زردرو ہوتے ہیں، بہت جلد سانس چڑھتا ہے۔ اونچائی پر چڑھنے سے سانس پھولتا ہے۔

سسٹس کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے پیدا ہونے والے سر درد میں [illegible] مفید ثابت ہوتی ہے۔ لائیکوپوڈیم، برائیونیا، نکس وامیکا اور جلسیمئم بھی ایسے مریضوں کے لئے مفید ہے لیکن جلسیمئم میں چونکہ پیاس کی علامت نہیں ہوتی اور روزہ دار عموماً پیاس محسوس کرتے ہیں اس لئے اس کے بجائے برائیونیا زیادہ مفید ہے۔ اگر بھوکا رہنے سے سر میں درد ہو تو سسٹس مفید ہے۔

سسٹس میں خارش کا مواد جلد کے اندر منتقل ہو جاتا ہے اس لئے جلد میں بے چینی سی اور کچھ رینگنے اور چیونٹیاں چلنے کا احساس ہوتا ہے اور مریض بےاختیار جلد پر ہاتھ مارتا [illegible] دبی ہوئی بیماری باہر آ جاتی ہے اندر چھالے سے ابھر آتے ہیں جنہیں چھیلنے سے خون بہنے لگتا ہے۔ سسٹس دینے سے آرام آ جاتا ہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد دوبارہ دینی چاہئے کیونکہ اس کی خارش لمبے علاج کا تقاضہ کرتی ہے اور آنا فانا ٹھیک نہیں ہوتی اس لئے وقتاً فوقتاً مریض کو سسٹس استعمال کروانا چاہئے بعض دفعہ اس دوا سے شدید ردعمل ظاہر ہوتا ہے اور اصل بیماری کی سب شکلیں باہر آ جاتی ہیں ایسی صورت میں اگر جلد پر علامات ٹھیک ہو جائیں تو لمبے علاج کی ضرورت نہیں کیونکہ اندر سے سب بیماری باہر آ گئی ہے اسے جلد پر رکھ کر علاج کرنا کافی ہوگا۔ عموماً جلدی امراض کے علاج میں یہ ایک راہنما اصول ہے لیکن سسٹس کے تعلق میں خصوصیت سے یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور اس کے استعمال کا سلیقہ آنا چاہئے۔ اپنے اثرات کے لحاظ سے یہ اتنی گہری دوا ہے کہ اچھے مستند اور قابل ڈاکٹروں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ چہرے کے دق (Lupus) میں جو قریباً لاعلاج مرض سمجھا جاتا ہے سسٹس اکیلی کافی ثابت ہوئی ہے۔ نچلے ہونٹ کے کینسر میں بھی سسٹس اکیلی کافی ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ دوا بہت گہرے اثر رکھنے والی ہے اور اس کو معمولی سمجھ کر نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔

سسٹس میں دانتوں اور مسوڑھوں کی علامات سلفر سے بہت ملتی جلتی ہیں لیکن سلفر میں بہت جلن اور چبھن پائی جاتی ہے اور دانت گل جاتے ہیں سسٹس میں جبڑوں کے عضلات میں کمزوری واقع ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے دانت ڈھیلے ہونے لگتے ہیں لیکن ان میں جلن نہیں ہوتی۔ سسٹس کے نزلے میں بھی جلن نہیں بلکہ ناک کے اندر ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے جس سے نزلہ کا آغاز ہوتا ہے اگر بروقت سسٹس دے دی جائے تو نزلہ وہیں رک جائے گا اور آگے نہیں بڑھے گا۔ اگر نزلہ شروع ہو جائے اور ناک میں مواد جم جائے اس کے اکھڑنے کے بعد جلن پیدا ہوتی ہو تو سسٹس دیں۔ آرسنک میں اس کی موجودگی میں بھی جلن رہتی ہے۔ مادہ باہر نکالنے سے سکون آ جاتا ہے۔ حلق اور گلے میں ٹھنڈ لگتی ہے۔ خشک اور ٹھنڈی ہوا سے درد ہونے لگتا ہے، سانس، زبان، حلق اور گلے میں ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ گلا سوج کر اس میں پیپ بن جاتی ہے اور گردن میں ورم کی وجہ سے سر ایک طرف کو مڑ جاتا ہے۔ مریض جسم کے مختلف حصوں میں سردی محسوس کرتا ہے کھانا کھانے سے قبل اور بعد میں معدہ اور تمام پیٹ میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ پنیر کھانے کی بہت خواہش ہوتی ہے۔ پتلے اور زوردار دست جو عموماً صبح کے وقت زیادہ آتے ہیں۔ مریض کا تیز مصالحہ دار چیزیں کھانے کو دل چاہتا ہے خصوصاً عورتوں میں سسٹس میں ہاتھوں کی جلد سخت، خشک اور موٹی ہو جاتی ہے، سخت خارش ہوتی ہے اور مریض بے چینی کی وجہ سے سو نہیں سکتا۔

عورتوں کی چھاتیوں کے گلینڈز کی خرابی میں بھی یہ مفید دوا ہے لیکن کوئی امتیازی علامت نہیں ہے شاید اس دوا کی دیگر علامتوں کی وجہ سے پہچان ہوسکے اگر کوئی اور دوا کام نہ آئے تو اس کو بھی استعمال کرکے دیکھنا چاہئے۔ چھاتیوں کے غدوددوں کا بڑھ جانا جو بعض دفعہ کینسر بن جاتے ہیں ان میں استعمال ہونے والی دواؤں میں سسٹس بھی ہے۔ ہنجیریں یعنی گلے کے باہر گلٹیوں کی زنجیر سی بن جائے اور گلینڈز سوجے ہوئے ہوں تو یہ سسٹس کی خاص علامت ہے۔ اگر گلے کی اندرونی اور بیرونی علامات میں گلینڈز پر کوئی اثرات ظاہر نہ ہو تو پھر سسٹس دوا نہیں ہے کیونکہ اس میں بہت غیرمحسوس طریق پر بیماری جلد سے غدوددوں اور اندرونی جھلیوں میں منتقل ہو جاتی ہے اور وہاں پہنچ کر اس کی علامات زیادہ نمایاں ہو جاتی ہیں بجائے جلد کی علامات کے۔ غدوددوں میں کینسر بننے کا رجحان بھی ہو تو سسٹس مفید ہے لیکن اس کا اثر بہت آہستہ آہستہ ظاہر ہوتا ہے۔

کان کی کھجلی میں اگر خارش کرنے سے آرام نہ آئے، چھیل کر زخم بن جائیں اور ان میں پیپ بننے لگے تو سسٹس کام آئے گی کھانسی میں بھی ایسی خارش اور بےچینی پائی جاتی ہے بیماری کی جڑیں نیچے تک ہوتی ہیں اس لئے اوپر کی کھجلی سے فائدہ نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہاں نقصان پہنچ جائے کہ اندر کا مرض ابھر کر باہر نکل آئے۔ ایلوپیتھک سائنس کے مطابق اندر کا مرض کھینچ کر باہر نہیں لایا جاسکتا وہ بذات خود ایک مرض سمجھا جاتا ہے لیکن ہومیوپیتھک میں اس کا جواز یہ بیان کیا جاتا ہے کہ انسانی جسم میں کوئی ایسی دفاعی کمزوری ہے جو جلدی امراض کا مقابلہ نہیں کرسکتی مگر جلد میں اندرونی جھلیوں کی نسبت زیادہ طاقت ہے اور اس نے بیماری کو جگہ نہیں بنانے دی۔ سسٹس میں بیماری کا یہ فلسفہ پورا اترتا ہے اس میں بعینہ یہی ہوتا ہے کہ جلد بنسبت زیادہ مضبوط ہوتی ہے اور اندرونی جھلیاں اور گلینڈز کمزور ہیں۔ اگر جلد کو کمزور کر دیا جائے تو بیماری کی توجہ جلد کی طرف منتقل ہو جائے گی اور وہ اندر سے باہر آ جائے گی۔

ناخنوں کی تکلیفوں میں بھی سسٹس چوٹی کی دوا ہے۔ اگر بعض امراض گہری اتر جائیں تو وہ ناخنوں پر اثر دکھاتی ہیں تو ناخنوں میں لکیریں بن جاتی ہیں۔ موٹے اور بھدے ہو کر ٹیڑھے میڑھے ہونے لگتے ہیں اور انکی شکل بدل جاتی ہے۔ بیماریوں سے ناخنوں کے اس تعلق میں سسٹس ایک نمایاں دوا ہے لیکن جلدی امراض کا عموماً ناخنوں سے تعلق نہیں ہوتا بعض اور دوائیں بھی ناخنوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ سورائینم میں ناخن پچک کر بالکل دب جاتے ہیں اور پتلے ہو جاتے ہیں۔ بےوضع اور بگڑے ہوئے ناخن اینٹی مونیم کروڈ کی علامت ہے۔ اگر لکیریں پڑ جائیں اور پتلے بھی ہوں تو یہ نیٹرم میور کی نشاندہی کرتے ہیں۔ سسٹس میں ناخنوں کی ہر قسم کی بدوضعگی پائی جاتی ہے۔ اگر سسٹس کی دوسری علامات بھی نمایاں ہوں تو ناخنوں کی تکلیف کے لئے یہ بہترین دوا ہے۔ اس کی تکالیف چھونے سے، حرکت سے، رات کو ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اور دماغی محنت سے زیادہ ہو جاتی ہیں۔ کھانا کھانے سے اور بلغم نکالنے سے کم ہو جاتی ہیں۔ گلے کی تکلیف کچھ نگلنے سے کم ہو جاتی ہیں۔

کلیمٹس ایرکٹا

CLEMATIS ERECTA

(Virgin's Bower)

کلیمٹس بہت گہرا اثر رکھنے والی دوا ہے اور اس کا ہر قسم کی جلدی امراض سے تعلق ہے۔ اگر کسی کو کلیمٹس کا زہر دیا جائے تو اس میں جلدی امراض ظاہر ہو جاتی ہیں جن میں ہر قسم کے ایگزیمے، خارش، چھالے، دانے وغیرہ شامل ہیں۔ اپنے جلدی اثرات کے لحاظ سے کلیمٹس رسٹاکس سے مشابہت رکھتی ہے بلکہ اس سے زیادہ گہری دوا ہے۔ یہ کینسر کے رجحان اور خصوصاً جلد کے کینسر Epithelioma کے لئے بھی مفید ہے۔ کلیمٹس میں عموماً جلدی تکلیفیں ٹھنڈے پانی، ٹھنڈے موسم اور ٹھنڈی ہوا سے بڑھتی ہیں۔ سوائے مونہہ کی تکلیف میں جبڑے کی درد میں ٹھنڈے پانی کی ٹکور سے آرام آئے گا، گرمی پہنچانے سے تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

کلیمٹس کے چھالوں میں عموماً زردی مائل پیپ پیدا ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے، داد سے مشابہہ بیماریاں اور ایگزیما کی مختلف قسمیں بھی اس دوا کے دائرہ کار میں ہیں۔ جلد پر سرخ دانے بن جاتے ہیں جن میں شدید جلن ہوتی ہے۔ یہ دانے زیادہ تر سر ہاتھوں اور چہرے پر ہوتے ہیں۔ ایگزیما کے علاوہ جلد میں کسی چیز کے رینگنے کا احساس بھی ہوتا ہے، عارضی طور پر کھجلانے سے آرام آتا ہے، کنپٹیوں میں درد اور سر میں پراگندگی کا احساس ہوتا ہے، کھلی ہوا میں اس تکلیف کو افاقہ ہوتا ہے۔

بہت سی مردانہ امراض میں کلیمٹس استعمال ہوتی ہے خصوصاً دائیں Spermatic Cord میں سوزش ہو جائے تو کلیمٹس ہی دوا ہے اور اس تکلیف کے لئے بہت مشہور ہے۔ ورم مثانہ کے لئے بھی بہترین دوا ہے، پیشاب بہت دقت سے خارج ہوتا ہے اور ہر وقت حاجت محسوس ہوتی ہے۔ پیشاب آنے سے پہلے مثانے میں بل پڑتا ہے، درد ہوتا ہے، پیشاب کبھی آتا ہے کبھی نہیں آتا۔ مریض پیشاب کو ایک دم خارج نہیں کرسکتا۔ پیشاب کے دوران اور بعد میں جلن ہوتی ہے۔

سوزاک (Gonorrhoea) کے دب جانے کے نتیجہ میں جو جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کلیمٹس بہترین دوا ہے۔ سوزاکی علامتوں کو دبانے کے نتیجہ میں اگر جوڑوں میں درد شروع ہو جائے تو اسے فوری طور پر کلیمٹس سے قابو میں لایا جاسکتا ہے لیکن پرانے جوڑوں کے درد میں جو لمبے عرصہ تک سوزاک کے دبے رہنے کے نتیجہ میں پیدا ہوں ان کا علاج کلیمٹس نہیں ہے۔ ان کا علاج ان کی علامتوں کے مطابق کرنا چاہئے لیکن اگر معلوم ہو کہ کسی دوا سے سوزاک کی علامتوں کو دبا دیا گیا تھا جس کے نتیجہ میں جوڑوں میں درد ظاہر ہوا ہے تو پھر کلیمٹس سے آرام آئے گا۔ کلیمٹس میں سونے سے قبل جسم کو بجلی کے کوندے کی طرح جھٹکا لگتا ہے، عموماً سونے سے قبل لگنے والے جھٹکوں میں گرائنڈیلیا بہت مفید ہے اور ایک خوراک سے ہی آرام آ جاتا ہے اور دوبارہ جھٹکا نہیں لگتا، مریض آرام سے سوتا ہے۔ اگر گرائنڈیلیا کام نہ کرے تو آرسنک بھی مفید ہے۔ تیسری دوا کلیمٹس ہے جو بہت فائدہ مند ہے۔ آرسنک اور گرائنڈیلیا میں بجلی کے کرنٹ کا احساس نہیں ہوتا بلکہ صرف جھٹکا لگتا ہے جو جسم کے اندر سے اٹھتا ہے اور سارے عضلات اور دل کے حصے کو ہلا دیتا ہے اور ایک زلزلہ سا پیدا کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایک سمت میں جھٹکا زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

کلیمٹس دانت کے درد میں بہت مفید دوا ہے رات کو درد میں اضافہ ہو جاتا ہے خصوصاً بستر کی گرمی سے تکلیف بڑھتی ہے۔ مونہہ میں تھوک کی زیادتی اور مسوڑھوں میں درد ہوتا ہے اور ایسا احساس ہوتا ہے جیسے دانت لمبے ہو گئے ہیں۔

کلیمٹس میں آنکھوں میں سخت جلن اور حرارت محسوس ہوتی ہے جیسے آگ نکل رہی ہو، ہوا کا جھونکا اور روشنی برداشت نہیں ہوتی، پانی بہتا ہے، آنکھیں سوج جاتی ہیں خصوصاً بائیں آنکھ۔ مریض کے لئے آنکھیں کھولنا دشوار ہوتا ہے۔

مونہہ اور ناک پر چھوٹے چھوٹے سفید دانے بن جاتے ہیں۔ جبڑے کے نچلے غدود متورم ہو جاتے ہیں۔ چہرے کے دائیں طرف آنکھ، کان اور کنپٹی تک درد ہوتا ہے۔ مونہہ میں ٹھنڈا پانی ڈالنے سے درد میں کمی ہو جاتی ہے۔ ہاتھ لگانے سے درد میں اضافہ ہوتا ہے۔

کلیمٹس کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ کھانا کھانے کے بعد سارے جسم میں کمزوری کا احساس ہوتا ہے اور شریانوں میں تپکن اور دھڑکن پائی جاتی ہے۔ کھانا کھاتے ہی سیری کا احساس ہوتا ہے۔ سینہ سے لے کر پیٹ تک چبھنے والا درد ہوتا ہے جو سانس لیتے ہوئے بڑھ جاتا ہے۔ پیٹ میں درد کے بغیر اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔

کلیمٹس کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس کی تکلیفوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ چاند کی تاریخ بڑھنے سے علامات بڑھتی اور چاند گھٹنے کے زمانے میں کم ہو جاتی ہیں۔ نہانے کے بعد بھی تکلیفوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ سردرد میں سر پیچھے کو جھکانے سے تکلیف میں افاقہ ہوتا ہے اور آگے جھکانے سے تکلیف بڑھتی ہے۔ دماغی علامات میں مریض اکیلا رہنے سے ڈرتا ہے لیکن وہ لوگوں میں رہنے سے بھی گھبراہٹ محسوس کرتا ہے۔

نتیجہ نظارت تعلیم

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے تعلیمی سال ۹۷-۱۹۹۶ء کے لئے تین عناوین مقرر کر کے احباب جماعت کو اس انعامی مقابلہ میں شامل ہونے کی تحریک کی گئی تھی۔ نو مقالہ جات موصول ہوئے تھے، ذیل کے طلباء اوّل، دوم اور سوم قرار پائے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی یہ کامیابی مبارک کرے۔ ان کی یہ کامیابی مستقبل کی کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو۔ آمین۔

نام	حاصل کردہ نمبرات	پوزیشن	رقم انعام
عزیز عطاالہیٰ احسن غوری متعلم مدرسہ احمدیہ	۷۷/۱۰۰	اوّل	۱۰۰۰/- روپے
عزیز فضل حق خان متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان	۷۰	دوئم	۷۰۰/- روپے
عزیز شیخ مجاہد احمد عابد متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان	۶۹	سوئم	۵۰۰/- روپے

(ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

پیسٹنگ و ڈیزائیننگ: کرشن احمد۔ نورالدین چراغ۔ مصباح الدین قادیان